THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, February 03, 2012
(77th Session)
Volume X, No.12
(Nos.12-)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………………………	1
2.	Questions and Answers ………………………………….	2
3.	Leave of Absence…………………………………………	
4.	Laying of First Quarterly Report for the year 2011-12 ….	
5.	Points of Order: ……………………………….........…	

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-X No.12

SP.X(12)/2012 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, Feb. 03, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty two minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٤٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا

اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿٤١﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

﴿٤٥﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾

ترجمہ:۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے ہیں) اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو۔ اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے۔ جس روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ اے پیغمبر ﷺ ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن۔ اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے اللہ کے طرف سے بڑا فضل ہے۔

(سورۃ الاحزاب (آیات ۴۰ تا ۴۷)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ .We may now take up questions

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔۔

جناب چیئرمین: بتائیے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! یکم فروری کو ہماری adjournment motion admit ہوئی اور اس دن بھی اس پر بحث نہیں ہوئی، کل دو فروری کو بھی ایجنڈے پر نہیں آیا اور آج تیسرا دن ہے اور آج بھی ایجنڈے پر موجود نہیں ہے جبکہ یکم، دو اور آج تین فروری کو بھی ایجنڈے پر کوئی خاص کارروائی نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ adjournment motion admit ہو چکی ہے اور بہت اہم فوری نوعیت کا مسئلہ ہے لیکن آپ کی طرف سے ابھی تک ایجنڈے پر نہیں لایا گیا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ مولانا گل نصیب خان۔

Q. No.17.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب والا! مالاکنڈ ڈویژن کے قرضے معاف کیے جانے کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔ وزیر صاحب نے اس بات کا جواب دیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باجوڑ ایجنسی بھی مالاکنڈ ڈویژن کا حصہ ہے لیکن ابھی تک اس کا قرضہ معاف نہیں کیا گیا تو اس کی کیا وجہ ہے اور آیا وزیر صاحب یہ یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ باجوڑ ایجنسی کے زرعی قرضوں کو بھی معاف کر دیا جائے گا؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ (وزیر مالیات و اقتصادی امور): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ institutions and banks جن کے انہوں نے نام مانگے ہیں اور تقریباً ۱۳۴۶۴ لوگوں کے قرضے معاف کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد میں سینیٹر صاحب کو بتاؤں گا کہ یہاں پر ایک سوال پوچھا گیا تھا جس کے جواب میں آپ نے کہا تھا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ ملیں تو ۲۴ جنوری کو وہ ملاقات ہوئی، سینیٹر زاہد صاحب تھے اور سینیٹر مولانا گل نصیب خان صاحب تھے اور چار سو ملین روپے کی ایک summary بنائی گئی ہے جو وزیراعظم صاحب کے پاس for additional waiving of the loans بھیجی گئی ہے۔ تو I can assure him, through you on the floor of this House کہ اس summary کو انشاء اللہ ہم اگلے دو تین دن میں وزیراعظم سے request کریں گے کہ

وہ approve کر دیں۔

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب۔

آگے ٹی ۲

Sial/Mohsin(Ed.) T02−03Feb2012 ER1 10.50

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. Sir, I would like to, through you, ask the honourable Minister that Swat is part of Malakand Division.

اور سوات میں جو National Bank of Pakistan ہے اس نے لوگوں سے سونا گروی رکھوا کے loans دیے تھے، وہ کوئی 557 families ہیں، ان کی بچیوں اور بیویوں کے سونے گروی رکھے گئے ہیں، جب loan معاف ہو گیا ہے تو بنک ان کو سونا واپس نہیں کر رہا اور نہ ہی اس کا جو پیسا بنتا ہے وہ واپس کر رہے ہیں۔ پہلے بھی ہم نے اس کے متعلق سوالات کیے ہیں۔ ایک دو ہفتے پہلے بھی میں نے point of order پر یہ بات raise کی تھی۔

Would the honourable Minister let me know if there is any

پیش رفت اور یہ ان غریبوں کا پیسا یا سونا واپس کریں گے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ: میرے خیال میں اس سے پہلے بھی جواب آیا ہے

I can give a personal assurance that in the next session I can give you updated information.

جناب چیئرمین: جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! جس طرح وزیر صاحب نے کہا ہے میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ سوات میں banks میں جو لوگوں کا سونا رکھا گیا تھا، نہ ان کو وہ سونا مل رہا ہے اور نہ ان کو پیسے مل رہے ہیں اور نہ وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ سونا کہاں گیا ہے۔ اگر وزیر صاحب یہ ensure کریں کہ وہ غریب لوگ جن کی بیٹیوں کے زیورات کا loss ہے ہیں اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہماری جو meeting ہوئی تھی اس کی summary وزیراعظم صاحب کو بھیجی گئی تھی، کب تک وزیراعظم صاحب اس پر order کر دیں گے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Senator Dr. Abdul Hafeez Shaikh: Mr. Chairman, I can assure him that we will try to request the Prime Minister to give orders in the next two to three days.

میں انشاء اللہ یہاں سے سیدھا وزیراعظم کے پاس جاؤں گا اور انہیں request کروں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جس طرح میرے دوستوں نے کہا خاص طور پر حافظ رشید صاحب نے، ایک تو باجوڑ کے لوگ اس میں شامل نہیں ہوئے، پہلے وہ اس میں شامل تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وزیراعظم صاحب کی طرف سے قبائلی علاجات اور خیبر پختونخوا کو جو package ملا تھا، اس میں وزیر فنانس بشمول وزارت نے کافی تعاون کیا تھا۔ جناب! اس کو بہت پیچیدہ بنایا گیا ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ most affected area جو category A کے under آتا ہے وہ tribal area ہے۔ جناب! اس package سے ایک پیسا نہیں ملا۔ یہ تو لکھ دیا گیا کہ یہ category A ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا گیا کہ law of sales tax and income tax وہاں پر applicable نہیں ہے۔ میں وزیر صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ request کروں گا کہ انہوں نے جو سمری وہاں بھیجی ہے اس سلسلے میں اگر یہ ہمیں کچھ ٹائم دے دیں تو حاجی عدیل صاحب اور میں ان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور اس پر بات کر لیں گے کیونکہ ان سے باوجود ان کے order کے affidavit لیا جاتا ہے کہ یہاں پر آپ کا sales tax and income tax نہیں ہے۔ وہاں کے لوگوں کو affidavit دینے میں ان کو کافی مشکلات درپیش ہیں۔ اگر وزیر صاحب ہم سے مل کر یہ مسئلہ حل کر لیں تو ہم ان کے مشکور ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Senator Dr. Abdul Hafeez Shaikh: I accept sir.

Mr. Chairman: Right. It is very reasonable thing. Yes, Dar Sahib.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! اس میں سب سے زیادہ serious مسئلہ یہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر commercial banks میں security رکھی جاتی ہے اگر وہ واپس نہ کی جائے تو جناب! وہ بڑا serious crime ہے۔ اب وہ security لوٹی گئی ہے یا اس کا کیا بنا ہے اس طرح the people have been deceived.

جناب چیئرمین: وزیر صاحب نے اس کے متعلق assurance دی ہے۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: He should give an undertaking that he will take a serious action against those banks of Pakistan because this is not acceptable in any part of the civilized world.

Mr. Chairman: Yes, Senator Abbas Khan Sahib.

سینیٹر عباس خان: جناب میرا معزز وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ جو یہاں پالیسی دی گئی ہے اس میں technical problems ہیں، میں اس سلسلے میں FBR بھی گیا ہوں لیکن مسئلہ پھر بھی حل نہیں ہوا۔ یہ کہا گیا تھا کہ ہمارے صوبے کے لوگوں کو sales tax and income tax کی چھوٹ ملے گی۔ جناب! اس سلسلے میں وہاں پر نقصانات بھی ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر عباس خان: میرا سوال یہ ہے کہ ایک کمپنی صوبہ سرحد کی ہے، اس کا اپنا business ہے لیکن اگر ان کا account اسلام آباد یا کراچی میں ہے تو اس کو وہ refund نہیں دیا جا رہا کیوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا main infrastructure کراچی میں ہے یا ادھر اسلام آباد میں ہے لیکن جناب! ان کا سارا business صوبہ پختونخوا میں ہی ہے۔ اس بارے میں میری گزارش ہے کہ اگر وزیر صاحب ہمیں ٹائم دے دیں تو ہم بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے وہ آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ دراصل میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہ رہا تھا کہ پہلی چیز یہ ہے کہ سونا یا اس قسم کے جو زیورات ہیں وہ بطور security لینا اس بات کو examine کرنا چاہیے کہ یہ کہاں تک genuine ہے۔ میں نے بھی وزیر صاحب کو اس میں معاملے میں لکھا تھا اور اس کا جواب بھی میرے پاس آیا، میں یہ تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ issue اہم ہے کہ لوگوں نے جو security دی تھیں وہ واپس نہیں کی جا رہی ہیں یا کہیں کھو گئی ہیں یا چوری ہو گئی ہیں۔ ان کو جو یہ rate دے رہے ہیں وہ current rate نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب اگلا سوال لے لیتے ہیں۔ جی حاجی عدیل صاحب۔ بخاری صاحب آپ سوال نمبر 97 کا جواب دیں گے؟

آگے ٹی ۳۔۔

T03-03FEB2012 FAZAL\Zafar 11:00 UR7

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: نہیں جناب! اس کی entrustment Chief Whip of National Assembly, Khurshid Shah *Sahib* کو تھی۔

جناب چیئرمین: خورشید شاہ صاحب کہاں ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: وہ National Assembly میں ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ بلائیے ان کو کیونکہ Cabinet Division کے کافی سوالات ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: کچھ سوالات تو Cabinet Division کے مجھے entrust ہوئے ہیں اور I will reply for the CDA.

جناب چیئرمین: Question No. 97 آپ کو entrusted نہیں ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: This was not entrusted to me. Questions regarding Benazir Income Support Programme are not with me.

جناب چیئرمین: سوال نمبر 23 کا جواب آپ نے دینا ہے؟ اس کا جواب نہیں آیا ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Reply has not received.

جناب چیئرمین: سوال نمبر 23 کا جواب آپ کے پاس آگیا ہے؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: No sir, it is not with me.

جناب چیئرمین: تو سوال نمبر 23 کو next rota day پر ڈال دیتے ہیں اور سوال نمبر 97 اور 98 کے لئے آپ خورشید شاہ صاحب کو بلالیں وہ بھی حاجی صاحب کا سوال ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ٹھیک ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: سوال نمبر 23 کا کیا بنا ہے؟

Mr. Chairman: I have already said about it.

میں نے اس بارے میں کہہ دیا ہے کہ یہ next rota day پر رکھ لیں۔ پروفیسر صاحب! اس کو next Rota day پر رکھ رہے ہیں تا کہ اس کا جواب آجائے۔اب اگلا سوال ہے ایس ایم ظفر کا۔ ایس ایم ظفر صاحب موجود نہیں ہیں۔ مشہدی صاحب! on his behalf کر لیجیے۔

[Q. No. 101]

Mr. Chairman: Any supplementary question?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: No supplementary. Thank you.

جناب چیئرمین: اب اگلا سوال ہے۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ، موجود نہیں ہیں اور جواب بھی نہیں ہے۔ اس کو بھی next rota day پر رکھتے ہیں تا کہ اس کا جواب آجائے۔ پھر حافظ رشید صاحب کا ہے۔ حافظ رشید صاحب موجود نہیں ہیں۔ مشہدی صاحب! on his behalf کر لیجیے۔

[Q. No. 104]

Mr. Chairman: Any supplementary question?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: No supplementary.

جناب چیئرمین: اگلا سوال طلحہ محمود صاحب کا ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ جواب بھی نہیں آیا ہے۔ اس کو بھی next rota day پر رکھ دیتے ہیں۔ Next question, Najma Hameed *Sahiba*. مشہدی صاحب! on his behalf کر لیجیے۔

[Q. No. 149]

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Saifullah *Sahib*, please.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! Clean Drinking Water we all know is most essential جس کی وجہ سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ بہت سی بیماریاں بڑھ رہی ہیں لیکن یہ مرکزی حکومت کا کام نہیں ہے زیادہ تر صوبوں اور district Governments کی یہ ذمہ داری ہے تو کیا وہ funds جو اس مد میں رکھے گئے تھے وہ districts اور صوبائی حکومتوں کے حوالے کر دیے گئے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ (وزیر خزانہ): جناب چیئرمین! یہ question جس scheme کو refer کر رہا ہے وہ 18th Amendment کے بعد مکمل طور پر صوبوں کے حوالے کی جا چکی ہے اور جہاں تک funds کا issue ہے تو اس کے لئے total allocated funds Rs.7.2 billion تھے جن میں سے 4.6 billion خرچ کئے جا چکے ہیں اور 2.6 billion provinces کے پاس موجود ہیں for expenditure.

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ honourable Minister کو کچھ غلطی لگ رہی ہے۔ اس سکیم میں بہت زیادہ frauds تھے and that was recoverable money, guaranties کو forge کیا ہوا تھا۔ اس میں technical flaws تھے خاص طور پر KPK کے حوالے سے اور وہ پیسے نہیں آئے۔ یہ بالکل صوبوں میں نہیں گیا بلکہ یہ جو منصوبہ ہے virtually standstill پر ہے اور اس پر میرے خیال میں صوبے تیار بھی نہیں ہیں کیونکہ اس میں بہت زیادہ ہیرا پھیری ہے، almost four times of the normal cost پر projects لگے تھے 2008 سے پہلے، تو میری request ہے کہ یہ

یہاں پر صحیح جواب دیں تو بہتر ہے۔ 18ویں ترمیم سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس میں جو frauds ہوئے ہیں اس کے لئے ہاؤس کو confidence میں لیں کہ اس کی recovery کے لئے یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ (وزیر خزانہ): جناب چیئرمین! یہ project 2004 میں start کیا گیا تھا اور یہ ماضی میں Federal Government کی مختلف منسٹریوں کے تحت چلتا رہا ہے۔ Started with the Environment Ministry پھر یہ Industry and Production کے تحت گیا۔ پھر وہاں پر ایک Special Initiatives کا Division قائم کیا گیا جس کے تحت یہ رہا۔ اس کے بعد یہ جب wind up ہو رہا تھا تو Planning and Development Division کے پاس آیا اور پھر 18th Amendment کے بعد یہ مکمل طور پر wind up ہو چکا ہے اور یہ

subject in any case is no longer constitutionally within the Federal Ministry.

جہاں تک ان کی schemes تھیں تو ان میں 5680 install ہونے تھے and initially یہ انہوں نے district level پر کرنا تھا۔ پھر انہوں نے اپنا scope بڑھایا اور tehsil level کے لئے aspire کیا اور پھر بڑھتے بڑھتے یونین کونسل کے لیول تک ان کے projects یا منصوبے بڑھ گئے۔ جو installation ہوئی ہے وہ actually 1280 plants کی ہوئی اور جو operational ہوئے وہ 877 ہوئے اور 403 non-operational ہیں۔

جہاں تک ڈار صاحب کا یہ issue ہے کہ ان projects کے بارے میں جو costs کے خدشات ہیں یا any other kind of criticism اور issues related to corruption تو I think, اس کے لئے کوئی بھی اگر mechanism یہاں پر suggest کیا جائے تو

I will go ahead with that and we can come back and have a fuller discussion on this issue.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! دیکھیں یہ public money ہے۔ یہ اس کو study کر لیں۔ ان کو پتا چل جائے گا۔ پروفیسر خورشید صاحب، رضا ربانی صاحب، مجھے اور جو ممبرز تھے، اس کے بارے میں سب کو پتا ہے۔ یہ virtually before time تھے اور پھر bank guaranty جب call ہوئی، bank guaranty کب call کرتے ہیں when you don't perform تو وہ bank guaranty cash نہ ہو سکی۔ یعنی عجیب قسم کا mechanism تھا۔ میں 2008 سے پہلے کی بات کر رہا ہوں کہ یہ Federal subject ہے اور document sign کروا رہے ہیں provincial لوگوں کے ساتھ۔ پھر جو guaranties آ رہی ہیں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے کہ ان کی cut off clause کیا ہے اور وہ expire کیسے ہوں گی یعنی totally flawed documentation اور it is a serious offence اور کچھ نہیں ہوا۔ ان کو کہیں کہ دیکھ لیں پھر ہاؤس کو confidence میں لے لیں کہ کیسے recovery کر رہے ہیں that is all.

Mr. Chairman: Minister *Sahib*, please look into it. Yes, Prof. *Sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ مسئلہ جیسا کہ آپ نے کہا آپ کے دور کا نہیں ہے، اس سے پہلے کا ہے۔ شوکت عزیز صاحب کا زمانہ تھا۔ میں نے خود بھی یہ سوال اٹھایا تھا۔ یہ بات اسی وقت سامنے آ گئی تھی کہ یہ non-performable چیزیں ہیں۔ کرپشن بے پناہ ہے۔ جو پیسہ public کا خرچ ہو چکا وہ تو مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کو recover کرے یا جو لوگ ذمہ دار ہیں ان کو penalize کرے۔ اس کا کوئی تعلق revolution سے نہیں ہے۔

Mr. Chairman: O.K. Thank you. Next question No. 150.

[Q. No. 150]

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, please.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, as the honourable Minister is well aware that this national investment scheme, and national savings of the poor, the infirm, the middle class, the retired, the pensioners and the widows, they depend on these investments for their livelihood, for their bread and butter and it is a very good scheme, you can also say that it is a step toward middle class culture.....

Mr. Chairman: There is a big money invested in it.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Now, lot of people who invest the money they are purely dependent on this and the honourable Minister will realize that heartlessly some times instead of increasing the dividend, for the profit, as we call it, that is decreased with a big slash and this causes a great discomfort and dismay to the people. Will the honourable Minister please tell if he has any vision or any plan to ensure that this continued supply of this small amount which can sustain the smaller middle class and the old and the infirm will continue? Thank you.

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جس طرح اس سوال کے جواب میں دیا گیا ہے کہ یہ National Savings Schemes individual کے لئے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ medium size یا small investors کے لئے ایک opportunity ہو for investment اور اس میں کئی طرح کی schemes ہیں جس طرح کہ Defence Saving Certificates, Special Saving Certificates, Regular Income Certificates اور دوسری اسکیمیں ہیں جو کہ چھوٹے اور درمیانے size کے investors کے لئے ہیں۔ ان کے rates کا تعلق ہوتا ہے with the Pakistan Investment Bonds and جو auction کے اندر rates آتے ہیں they impact upon the rates that NSS sets. اب جو یہ final rates طے ہوئے تھے یہ یکم جنوری کو طے ہوئے تھے اور ہر quarter کے بعد ان کو review کیا جاتا ہے۔ So, the next review will on 1st of April تو between now and then if there is any movement or any new information of the PIB تو اس کے ساتھ link کرکے اس کو adjust کیا جاتا ہے۔

دوسری چیز میں یہ عرض کروں کہ خصوصی طور پر دو schemes ہیں ایک pensioners benefit account اور ایک Behbood Saving Certificate جس میں Government کی طرف سے خصوصی additional 2% points دیے جاتے

ہیں۔ اگر Defence Saving Certificates کا rate 11.9 ہے تو ان دو schemes کا rate 13.9 ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو Behbood Saving Certificates ہیں وہ بیواؤں کے لئے یا senior citizens کے لئے ہیں اور similarly pensioners benefit account is for pensioners who have spent a life time serving in the civil service or Defence.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Saifullah *Sahib*.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرے بھائی مشہدی صاحب نے صحیح فرمایا کہ اس سکیم میں lower income groups invest کرتے ہیں۔ اس وقت حکومت وقت کے زیر سایہ جو محکمے ہیں ان میں سے بہت کم محکمے ایسے ہیں جن کی کارکردگی اچھی ہے اور ان میں National Savings بھی شامل ہے۔ اس کا کریڈٹ ہم ڈاکٹر صاحب کو دیں گے۔ ہم نے کافی سنا ہے کہ پچھلے دو سالوں کے دوران اس کی کارکردگی بہت اچھی رہی ہے۔ پہلے شاید 11, 12 billion تھا اب تقریباً 1900 billion پر پہنچ گیا ہے۔ ایک تو میرا ان سے سوال ہے کہ کیا کوئی ایسی proposals آپ کے زیر غور ہیں کہ اس Directorate کو autonomy دی جائے۔ ابھی تو Ministry of Finance کے تحت ایک ذیلی ادارہ ہے۔ جس طرح ہم نے State Bank کو autonomy دی ہے، کیا اس کو بھی autonomy دینے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ: جناب چیئرمین! سینیٹر صاحب کی جو proposals ہیں we can take that into account and try and think of other ways in which جو legal structure ہے اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ پروفیسر ابراہیم صاحب۔

(آگے ٹی 04 پر جاری ہے)

T04–03Feb2012 Rauf/Saifi Ed/ 11–10/UR10

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ، جناب چیئرمین! وزیر محترم بتائیں گے کہ 1-1-2012 کو جو revised rates یہ کیا ہیں اور What were the rates before revision.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب بھی فنانس کے expert ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ: میں کوشش کروں گا یہاں پر جو rates طے کیے گئے ہیں اسی طرح Defense Saving Certificate کے rates 11.9, Special Saving Certificate/Account 11.6, Regular Income Certificate 11.7, Pensioner's Benefits Account 13.8, Bahbood Saving Certificate 13.08 and Saving Bank Account 8.0

جناب چیئرمین: آپ پروفیسر صاحب کو کیا مشورہ دیں گے کہ کہاں investment کریں گے۔

(قہقہے)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: یہ تو 2012-1-1 کے ہیں۔ اس سے پہلے کیا تھے۔

ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ: جناب، میرے پاس exact figures نہیں ہیں لیکن آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو 2012-1-1 کے rates ہیں وہ تھوڑے سے کم ہیں۔ if we compare to the previous one.

جناب چیئرمین: جی، قاری صاحب۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ، میں ان باتوں سے ہٹ کر ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات سے، آج جمعہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف پورے ملک میں احترام کے ساتھ منایا جا رہا ہے۔ TV پر جو پروگرامز شائع ہو رہے ہیں ان میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت، سوالات، جوابات، ان کا کتابوں سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے جو آدمی بیان کرتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ وہ تیار ہو کر جائے تاکہ جھوٹ بولنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر غلط جواب دینا مناسب نہیں ہے۔ وزیر صاحبہ سے سوال یہ ہے کہ پوری ایجنسیوں کے علاقوں کو لکھا ہے لیکن سب سے زیادہ لوگ مرے ہیں وہ شمالی وزیرستان، جنوبی وزیرستان میں پچاس پچاس آدمی کی لاشیں ایک ایک ہفتہ roads پر پڑیں رہیں ہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں کوئی بھی تحریر نہیں ہے نہ سینیٹ میں بات ہوئی ہے تو اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں احتیاط سے بات کرنا چاہیے وہ حسینوں میں احسن، جمیلوں میں اجمل، فضیلتوں میں اعلیٰ افضل ہیں۔ لہذا ان کے بارے میں بہت ہی احتیاط کرنی چاہیے

آپ جس تصویر کے نیچے بیٹھے ہیں۔ جناح صاحب نے یہی فرمایا تھا کہ پاکستان کو بنایا اس لیے جا رہا ہے کہ یہاں پر اللہ کا قانون نافذ ہو گا لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بہت ہی احتیاط سے، احترام سے نام لینا چاہیے۔ ہم مسلمان ہیں اور ایک قوم ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں وزیر محترم سے دو باتیں عرض کرنا چاہوں گا۔ ایک تو یہ، کہ یہ بہت بڑی resource ہیں اور اس کی ضرورت ہے کہ آپ اس بات کا جائزہ لیں کہ یہ revenue extreme expenditure پر نہ جائے بلکہ یہ development کے لیے استعمال ہوں اس لیے اس کے بغیر پھر آپ اس کا استعمال نہیں کر سکیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں چاہوں گا کہ return میں جہاں profitability کی بات کو سامنے رکھیں وہاں inflation بھی سامنے رکھیں اگر 12% inflation ہے اور یہ fixed income کے غریب لوگوں کو آپ 11.9% دیتے ہیں تو آپ ان کو کیا return دے رہے ہیں اس پر غور کریں اور اگر ایک investment کے لیے استعمال کیا جائے اور دوسری طرف inflation کو سامنے رکھا جائے تو شاید زیادہ منصفانہ ہو۔

جناب چیئرمین: جی، ہارون صاحب۔ آپ کا سوال ہے۔

سینیٹر ہارون خان: میرا سوال تقریباً پروفیسر صاحب کے continuation میں ہے۔ یہ بڑا اچھا figure ہے کہ 1900 ارب روپیہ اس میں invest ہوا ہے but I would like to know یہ پیسا اس وقت کہاں ہے یہ خرچ ہو چکا ہے اور is this now a liability and is this liability increasing? آپ نے اس کو fund کیسے کیا ہے because this all has to be paid in the future. How have you funded this and how are you going to pay it back?

جناب چیئرمین: جی، شکریہ، منسٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ: جناب، یہ تو overall question ہے which is important and it is relating to all the other liabilities of the Government as well and اس کی جو بھی schemes ہیں debt management کے لیے، وہ اگر آپ چاہیں گے we can have a full discussion on that.

جناب چیئرمین: شکریہ، ثریا صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: میں وزیر صاحب سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے بنایا ہے کہ ڈیفنس سرٹیفکیٹ میں 11.9% اور Pensioner and Bahbood میں 13.8% ہے تو اس میں یہ فرق کیوں ہے؟ سب کو ایک جیسا منافع کیوں نہیں دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ: جناب چیئرمین! جس طرح میں نے عرض کیا کہ خصوصی طور پر جو schemes ہیں وہ restricted ہیں وہ ساری بیواؤں کے لیے، یا جو لوگ 60 plus age ہیں اور similarly جو pensioners benefit account is for those who have done a particular service for civil and military. تو یہ ایک گورنمنٹ کی طرف سے not a gesture but it is an effort جو point raise کی گئی ان کی savings جو ہیں اس میں ہیں اور ان کی life کی جو income ہے اور ان کا expenditure اس پر depend کر رہا ہے۔ So, there is a limit.

Mr. Chairman: Thank you. Next question.

Q.No.151

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes Professor Ibrahim sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! یہ 2007 PC-1 میں approve ہوا ہے اور جواب آیا ہے۔ اب تک کوئی چیز اس کے تحت نہیں خریدی گئی ہے۔ کیا وجہ ہے، کیوں نہیں خریدی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ بھی پڑھ لیں تا کہ وہ club کریں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: تفصیل سے جواب مل جائے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, Shah sahib would respond to this.

ان کے لیے میں نے پیغام بھیجا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ respond کریں گے۔ چلیں۔ اس کا جواب دے دیجئے۔

سردار شاہجہاں یوسف: شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! As such PC-1 جو approve ہوا یہ ERRA کے ذریعے سے اس کو خریدنا تھا اور ERRA کے حوالے سے rehabilitation project چل رہا تھا اس کے تحت یہ MRDEA تھا۔ یہ MRI مشین open circuit کی تھی اس کو خریدنا تھا تو اس کے حوالے سے ہمارا ادارہ NIRM ہے اس ادارے کے لیے یہ لینا تھا لیکن ERRA کے ساتھ رابطہ ہوا اور ERRA کے حوالے سے مختلف donations ملنی تھیں تو ERRA نے بعد میں اس کو یہاں پر لگانے سے reject کر دیا اور یہ کسی اور جگہ پر transfer کر دیا گیا۔

جناب چیئرمین: جی، حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین صاحب!، شکریہ، کچھ تو جواب سے بات پلے پڑ گئی ہے لیکن ابھی بھی clear نہیں ہے۔ سوال یہ تھا کہ اس ادارے NIRM کے لیے ایک PC-1 2007 میں بنا تھا تو پھر خریدا کیوں نہیں گیا ہے تو ان کا جواب ہے کہ انہوں نے کچھ نہیں خریدا یہ ERRA والوں نے PC-1 بنایا تھا انہوں نے ہی خریدا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر انہوں نے کہیں سے یہ لیا ہے یا خریدا ہے تو وہ مشینری کہاں ہے؟ وہ کہاں لگائی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سردار شاہجہاں یوسف: جناب والا اس کے حوالے ہمیں یہ information ملی ہے۔ کیونکہ اس ادارے کے پاس information نہیں تھی اور یہ information آئی ہے کہ یہ Abbottabad Medical Complex (AMC) میں لگائی گئی ہے لیکن یہ information نہیں آئی ہے کہ یہ open ended ہے یا close ended ہے اور یہ open ended expensive ہے تو ECNEC میں approval آئی ہے تو اس لحاظ سے اس کا confirm نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین صاحب! آنریبل منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ یہ جو خریدا گیا ہے کہہ تو رہے ہیں کہ یہ خریدا گیا ہے۔ یہاں سے پیسا PC-1 کا نکل گیا اور ایک چیز ایبٹ آباد کے لیے خریدی گئی ہے۔ یہ ہے بھی ہے یا نہیں؟ یہ بھی ان کو معلوم نہیں ہے کہ وہاں پر لگایا گیا ہے یا نہیں لگایا گیا ہے تو یہ قوم کا سرمایہ ڈوب نہیں رہا ہے کہ آپ کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ وہاں لگ گیا ہے یا نہیں لگا ہے لیکن میری اطلاع کے مطابق کوئی مشین نہ خریدی گئی اور نہ لگی ہے اور پیسا نکل گیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی منسٹر صاحب۔

سردار شاہجہاں یوسف: اگر اس کا fresh notice ERRA کے حوالے سے آجائے۔

Mr. Chairman: OK. That would be better. Next question.

Q.No.152

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Prof. Khurshid Ahmed.

آگے۔۔یو۔۔۔۵۔۔

T05−03FEB2012 FAHEEM/ ED Zafar Iqbal 11:20 A.M. ER12

Mr. Chairman: Next question, Talha Mahmood sahib.

Q.No.152

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Prof. Khurshid Ahmed *sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! اس renovation کے سلسلے میں آپ نے criterion 5% of the total completion cost of project for five years دیا ہے یہ ایک ہی criterion ہے لیکن جو رقم خرچ ہوئی ہے وہ بدلتی رہتی ہے۔ اس میں variation کی بنیاد کیا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ کیا یہ set ہے 5% لازماً renovation کے لیے خرچ کیا جائے گا چاہے ضرورت ہو یا نہ ہو؟ اس کا کیا criterion ہے؟

تیسری بات یہ ہے کہ یہ ایک ہی کمپنی ہے Raja Brothers کے نام سے جو واہ کینٹ کی ہے جس کو ان پانچ سالوں میں مسلسل ٹھیکے دیئے گئے ہیں۔ کیا کوئی اور competitors نہیں ہیں؟ یا کوئی اور سلسلہ ہے۔ ذرا اس پر روشنی ڈال دیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سردار شاہجہان یوسف (وزیر مملکت برائے پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم): جناب چیئرمین! جو criterion کی بات ہے تو PIMS ایک بہت بڑا ادارہ ہے اور وہاں پر renovation کی ضرورت پڑتی ہے اور گزشتہ پانچ سالوں میں جو مختلف کمرے اور عمارتیں وغیرہ بنائی گئی ہیں اور اس پر جو expenditure آیا ہے وہ تقریباً 76.573 million rupees ہے اور اس میں مختلف rooms

بنائے گئے ہیں جن میں خصوصاً Islamabad Hospitals کے لیے تقریباً 45.86 million rupees خرچ ہوئے ہیں، Mother and Child Hospital کے لیے 9.103 million rupees خرچ ہوئے اور Children’s Hospital کے لیے 21.61 million rupees خرچ ہوئے ہیں۔ اسی طرح Burn Centre ہے جس پر کچھ بھی خرچ نہیں ہوا ہے کیونکہ یہ ایک نیا سینٹر بنا ہے۔ اس لحاظ سے جہاں تک renovations کی بات ہے تو renovations کی ہسپتالوں کو ضرورت ہوتی ہے اور اس کے جو مختلف rooms and wards ہیں ان کو بنانے اور repair کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے یہ کام ہوتا رہتا ہے۔

دوسرا سوال جو contractor کے حوالے سے ہوا تو contract کے لیے ایک کمیٹی ہوتی ہے اور جتنے بھی contractors bidding میں آتے ہیں اور ان میں جو lowest ہوتا ہے اسی کو contract award کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. Sir, I would like to ask the honourable Minister that has he ever visited PIMS and seen the deplorable state that it is in and it is quite obvious that 76.5 million rupees have been completely wasted or gone with the wind? Nothing whatsoever can be seen to have been spent in this Hospital as it is today. The Emergency Ward is unfit for human beings. The other wards, for the normal people, for the poorer people, are absolutely in the despicable condition. So, I don’t know where this money comes from and where it goes but it certainly does not go for the maintenance of this Hospital.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Minister *sahib*.

خود ہی سوال کر کے انہوں نے خود ہی جواب دے دیا ہے۔ اس کو آپ ذرا elaborate کر دیجیئے۔

سردار شاہجہان یوسف: جناب والا! اس کا جواب بھی یہی ہے کہ ----- ہمیں تو یہی جواب آیا ہے کہ یہ پیسے مختلف کاموں کے لیے خرچ ہوئے ہیں۔ اس سے operation theatres بھی بنے ہیں اور پھر آپ کی جو new emergency build ہوئی ہے اس پر بھی خرچ ہوئے ہیں۔ پھر Mother and Child Hospital پر بھی تقریباً ایک کروڑ روپے تک خرچ ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! Health کی جو حالت پورے پاکستان میں ہے، میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتی کیونکہ میں بارہا اس point کو raise کر چکی ہوں۔ میں صرف PIMS کے متعلق ہی بات کرنا چاہوں گی۔ وزیر صاحب کی بڑی مہربانی کہ یہ ہمیں جواب دے رہے ہیں۔ جناب والا! اس وقت PIMS میں جو tenders ہوئے ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ صرف 5% کام باقی رہتا ہے جبکہ کام صرف 5% ہوا ہے اور 95% باقی رہتا ہے۔ یہ وہاں جائیں، visit کریں اور اگر یہ بات غلط ثابت ہوئی تو یہ آکر ایوان میں جواب دیں۔ جناب والا! یہ سراسر نادار اور غریب لوگوں کی بد دعائیں بھی ہیں اور بدانتظامی بھی ہے۔ میری اس ایوان سے بھی request ہے کہ ہم لوگوں کی صحت اور زندگیوں سے کھیل رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ صرف 5% کام ہوا ہے اور 95% کام باقی رہتا ہے۔ 2007 کا کام ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے اور آج 2012 آگیا ہے۔ ان سے پوچھا جائے کہ وہ کام کیوں مکمل نہیں ہوا ہے۔ اس وقت پیٹرول کی قیمت 40 روپے فی لیٹر تھی اور آج 100 روپے فی لیٹر ہو گئی ہے۔ اگر آپ حساب لگائیں تو قیمتیں کہاں پہنچ جائیں گی۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سردار شاہجہان یوسف: جناب والا! وہی سوال بار بار آتا ہے اور اس کا جواب بھی وہی ہے کہ جو construction کا کام شروع ہے اور ہمارے پاس جو جواب آیا وہ as such یہی آیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ devolution کے بعد Health Ministry devolve ہو گئی ہے اور اس کے بعد کافی عرصے تک یہ ادارے مثلاً PIMS, Polyclinic and NIRM کی look after کے لیے کوئی mechanism نہیں تھا لیکن اب CADD Ministry کے under یہ کام کرتے ہیں۔ اب انشاء اللہ improvement ہو جائے گی۔

Mr. Chairman: Thank you. Next Question, Talha Mahmood *Sahib*.

Q.No.153

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes Prof. Khurshid Ahmed *sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اس میں دیکھیں کہ دو گاڑیوں کا معاملہ ہے، ایک گاڑی 2009-12-9 کو چوری ہوئی اور دوسری گاڑی 2011-06-25 کو چوری ہوئی ہے لیکن report یہ کہہ رہی ہے کہ both cases are being investigated by police and pursued by PIMS. سوال یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ ہو چکے ہیں، نتیجہ کیا نکلا ہے۔

Mr. Chairman: OK. Minister sahib, what is the outcome?

سردار شاہجہان یوسف: جناب والا! دو گاڑیاں چوری ہوئیں، ان میں ایک Hiace تھی جو pick and drop کے لیے use کی جا رہی تھی اور دوسری گاڑی سوزو کی وین تھی۔ جناب والا! PIMS کا جو کام تھا کہ وہ رپورٹ کراتے وہ انہوں نے کرائی اب آگے پولیس کا کام ہے اور میرے خیال میں Interior Ministry اس کا جواب دے۔

جناب چیئرمین: جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! یہ جو گاڑیاں چوری کروائی گئی ہیں یہ G-8 اور I-11 سے چوری کروائی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: کروائی گئی ہیں؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: مطلب یہ کہ کسی gang نے کرائی ہیں۔ اب وہ تو پروفیسر صاحب پوچھ چکے ہیں کہ ایک گاڑی کو چوری ہوئے دو سال ہو گئے ہیں اور ایک کو چند ماہ ہوئے ہیں، کیا اسلام آباد پولیس کے متعلقہ سیکٹرز کے تھانیدار صاحبان بھتوں کے علاوہ یا عام لوگوں کو لوٹنے کے علاوہ اس بارے میں کیا کسی کو جوابدہ ہیں یا کیا چیئر یہ مناسب سمجھے گی کہ آئی جی اسلام آباد سے اس سلسلے میں پوچھا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ سوال یہ پوچھیے کہ انہوں نے اس میں کیا probe کیا۔ کیا پولیس سے پوچھا کہ بھئی دو سال سے آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ یہ سوال پوچھیں۔ جی وزیر صاحب جواب دیجیئے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: کیا متعلقہ تھانے یا اسلام آباد پولیس بھی اس case میں جوابدہ ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سردار شاہجہان یوسف: جناب والا! بار بار پولیس کو ساتھ pursue کیا جاتا ہے۔ یہ دو پولیس سٹیشنز ہیں، ایک سبزی منڈی ہے اور دوسرا مارگلہ ہے۔

جناب چیئرمین: اس کی رپورٹ کیا ہے۔ پولیس کی investigation کیا کہہ رہی ہے۔ جناب والا! اس کی ابھی تک investigation report submit نہیں کی گئی۔ آپ ایسا کیجیئے کہ اس کی detail لیں کہ پولیس نے کیا investigations کی ہیں اور کیا results ہیں پر اس کی for the purpose of recovery of the vehicles, next rota day report دیجیے۔

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ جو Toyota Hiace ہے، یہ نرسوں کو لے کر آتی ہے یا لے کر جاتی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈرائیور گاڑی کے اندر بیٹھا ہوتا ہے یا گاڑی کے ساتھ ہوتا ہے تو یہ بتائیں کہ کیا یہ گاڑیاں gun point پر چھینی گئیں یا ڈرائیور نے کوئی غفلت برتی ہے یعنی وہ گاڑی چھوڑ کر کہیں باہر چلا گیا یا وہ خود ملوث ہے اس چوری میں۔

جناب چیئرمین: یہ تو رپورٹ میں آئے گا زاہد صاحب۔ .Everything would become clear after that جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بس ٹھیک ہے جناب والا۔ میں بھی یہی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اگر اسلام آباد کا یہ حال ہے تو باقی ملک کا کیا حال ہوگا اور لگتا یہ ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد وفاقی حکومت سو گئی ہے اور اب بالکل لاوارثوں والا معاملہ ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question.

Q.No.155.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

وزیر صاحب! آپ کے دو سوال باقی ہیں، آپ جائیے گا نہیں۔ وہ جو دو leftover questions ہیں۔ ابھی وقت ہے ہمارے پاس---

(Followed by T06)

Azhar/Bhatti ur1 t06–03feb2012 11:30 a.m.

جناب چیئرمین: ابھی two questions left over ہیں۔ ابھی ہمارے پاس time ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی ضمنی سوال کوئی نہیں ہے۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: سوال اس طرح ہے کہ سی ڈی اے نے جو buildings ہوٹل اور ریستورانوں کی بنائی ہیں، وہ private sector کو lease کی ہیں۔ ان کی details چاہیے۔ یہ سوال ایسا ہی تھا لیکن انہوں نے اسے دوسری طرف کر دیا۔ وہ خود نہیں چلا رہے ہیں لیکن انہوں نے کافی جگہوں پر بنا کر lease کی ہیں۔ ان کی details چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: گزارش یہ ہے کہ سوال operate کرنے کے بارے میں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سی ڈی اے بذات خود operate نہیں کرتا۔ زمین الاٹ کرتا ہے یا lease out کرتا ہے یا لائسنس دیتا ہے۔ وہ سی ڈی اے کا کام ہے لیکن operation is not with the CDA.

جناب چیئرمین: اگلا سوال کلثوم صاحبہ۔ اپنا سوال پڑھ لیجیے۔

Q. 156

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! میرا سوال یہ تھا کہ گریڈ ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ کی ترقی کے لیے departmental promotion کا طریقہ کار کیا ہے؟ ڈی پی سی ہوتی ہے اور آپ کے اندر کے ہی تین چار لوگ، جو اس پر مامور ہوتے ہیں، وہ مہینے بعد، چھ مہینے بعد، سال بعد، جو ان کا پروسیجر ہوتا ہے مگر یہاں دیکھیں کہ صرف تین لوگوں کی کمیٹی ہوتی ہے اور تین لوگ بھی کیا ایک وقت میں present نہیں ہوتے کیونکہ سال میں ایک مرتبہ آپ نے پروموشن کمیٹی کا اجلاس کیا اور اب ۲۰۱۲ء آگیا۔ فروری ۲۰۱۱ء میں کیا، اب ۲۰۱۲ء ہے۔ ایسے کون سے مسائل ہیں؟ ایک سرکاری ملازم کے لیے پروموشن بڑی ضروری چیز ہوتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس میں صرف تین لوگ ہوتے ہیں تو اس میں سالہا سال کیوں لگتے ہیں؟ جو طریقہ یا procedure ہے، اسے adopt کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: گزارش یہ ہے کہ civil servants کی پرموشن کا سلسلہ regulate کرتا ہے Civil Servant Act read with the Civil Servant Rules اور اس کے سیکشن ۹ کے تحت اس کا Departmental Selection Board ہوتا ہے۔ اس کا کوئی time frame نہیں ہے۔ جب vacancies exist کرتی ہیں تو اس کے مطابق Departmental Selection Board promotion کرتا ہے۔ سوال ان کا تھا کہ کب میٹنگ ہوئی تو یہ last ۲۰۱۱ء میں ہوئی۔ اس سال بھی فروری کے مہینے میں Departmental Selection Board اپنی میٹنگ کر رہا ہے تا کہ وہ cases examine کیے جائیں جو پروموشن کے لیے due تھے اور جو entitled تھے کہ ان کو promote کیا جائے۔,This is only dealing with the Grade−17 to Grade−19 باقی Grade−20 onward کو پبلک سروس کمیشن deal کرتا ہے۔ پرائم منسٹر جس بورڈ کو head کرتے ہیں، وہ بورڈ گریڈ ۲۰ کو deal کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وزیر محترم بتا سکیں گے کہ فروری ۲۰۱۱ء کے بعد سے اب تک کتنی vacancies ہوئیں اور کتنے عرصے سے وہ vacancies رہی ہیں؟ اس لیے کہ آپ نے کہا ہے کہ vacancies کی بنیاد پر ہم میٹنگ بلاتے ہیں اور جو schedule لکھا ہوا ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ during this year vacancies کی پوزیشن کیا تھی اور وہ vacancies کتنے عرصے تک un−promoted خالی رہی ہیں؟

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس کے بارے میں fresh notice دے دیا جائے۔ then I can have a detailed reply from all departments یہ صرف ایک ڈیپارٹمنٹ کی بات نہیں ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کے تمام ڈیپارٹمنٹوں سے detail لینا پڑیں گی کہ کتنی vacancies exist کرتی ہیں لیکن مجھے inform کیا گیا ہے کہ February میں اس کو examine کرنے کے لیے میٹنگ ہو رہی ہے جو cases for promotion mature ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ two left over questions ہیں، Question No. 97, آپ اس کا جواب دیں گے؟ اس کو next rota day پر رکھتے ہیں۔ Question No. 97 and 98 are kept for the next rota day. Questions are over. Leave Applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: حاجی محمد عدیل صاحب ناسازی طبیعت کی بناء پر مورخہ ۲ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد کاظم خان صاحب نے ناسازی طبیعت کی بناء پر مورخہ ۲ اور ۳ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب اسلام الدین شیخ صاحب نے ناسازی طبیعت کی بناء پر مورخہ ۲ اور ۳ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۲ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں بڑے ادب سے آپ کی توجہ اپنی privilege motion کے بارے میں مبذول کراؤں گا جس پر آپ نے ruling دینی تھی۔ چار دستوری reports جنہیں اس ایوان میں آنا چاہیے، ہماری کوشش کے بعد، ہم حکومت کے مشکور ہیں کہ ایک آ گئی ہے لیکن تین اب بھی due ہیں اور آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر اس معاملے میں ایک چیز آئے اور پھر آپ

رولنگ دیں گے۔ میں چاہوں گا کہ in principle آپ ruling دے دیں تاکہ یہ معاملہ آئندہ کے لیے بھی طے ہو جائے کہ جو بھی constitution or law کی requirements ہیں ان کو لازماً پورا ہونا چاہیے اور اگر وہ بروقت نہ آئیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہاؤس کا privilege violate ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب! یہ تین lay reports نہیں ہوئیں۔ پروفیسر صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک lay ہو چکی ہے تین نہیں ہوئی ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: پروفیسر صاحب کا جو privilege motion ہے---------

جناب چیئرمین: جی۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr Chairman the concerned official in the Ministry have told me that they would be laying these reports in this Session ایک رپورٹ تو غالباً آپ کی وجہ سے lay ہوئی ہے۔

Mr. Chairman: Let the remaining reports be laid before the prorogation of this Session and in future all reports as required by the Constitution and Law must be laid within the time frame before this House.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman! it is a Constitutional obligation.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! یہ ruling اس پہلو سے بڑی اہم ہے کہ حکومت بار بار اس معاملے میں غفلت کر رہی ہے آئندہ کے لیے guidelines ہونی چاہئیں کہ بروقت reports آنی چاہئیں ورنہ یہ violation of the privilege of the House ہوگا۔

Mr Chairman: Dr. Sahib please move item No. 3.

Senator Abdul Hafeez Shaikh (Minister for Finance): Mr. Chairman: I beg to lay before the Senate the First Quarterly Report for the year 2011−12....

(Interruption)

جناب چیئرمین: Report پیش ہونے دیجیے۔ اسی کے بارے میں ہے۔ جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شیخ صاحب اتنے اچھے دوست ہیں کہ ان کے بارے میں سوال اٹھاتے ہوئے بھی محسوس ہوتا ہے بہرحال یہ اصولی مسئلہ ہے۔ میں بار بار یہ بات کہہ رہا ہوں کہ دنیا بھر کا قاعدہ یہ ہے کہ دستور یا قانون کے تحت جو رپورٹیں پارلیمنٹ کے ایوانوں میں آنی چاہئیں، وہ پارلیمنٹ میں آنے سے پہلے باہر نہیں آسکتیں اور اگر آتی ہیں تو پہلی بات یہ ہے کہ یہ undisputed ہیں۔ کوئی کتاب آپ اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ May کو دیکھ لیجیے۔ Koul کو دیکھ لیجیے کہ اگر وہ چیز ایوان میں آنے سے پہلے باہر آتی ہے تو یہ violation of the privilege ہے اور اس کو deprive کرنا ہے اس حق سے جو اس کو دستور نے دیا ہے۔ سٹیٹ بینک کی چار reports آتی ہیں جو annual report ہے وہ ان کے لیے ممکن ہے کہ وہ Directors کی report ہے، اس کو آجانا چاہیے لیکن باقی تین، قانون کے تحت they are to be submitted to the Parliament ایک ہفتے پہلے یہ اخبارات میں آگئی ہے۔ آج یہاں آرہی ہے۔ میں بار بار یہ بات کہہ رہا ہوں کہ یہ غلط ہے۔ سٹیٹ بینک کی جو تین quarterly reports ہیں they must come to both the Houses and then reach to the press.

جناب چیئرمین: جی شیخ صاحب۔

Senator Abdul Hafeez Shaikh: I have taken a note of the point and we will 'in future' ensure that Senator's views are incorporated. Mr. Chairman, I beg to lay before the Senate the First Quarterly Report for the year 2011–12 of the Central Board of Directors of the State Bank of Pakistan on the state of Pakistan's Economy, as required under section 9A (f) of the State Bank of Pakistan Act, 1956.

Mr. Chairman: The report stands laid.

جی چانڈیو صاحب! آپ کا کیا مسئلہ ہے؟

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب! آپ ہی کے ہاں سے ایک اچھی بات ہوئی تھی اور میرے لحاظ سے ایوان کے ممبران کے لیے بھی ایک خوشخبری ہے اور میرے لیے بھی اعزاز کی بات ہے کہ یہ اعلان کرنے کا مجھے موقع ملا ہے۔ ہم نے یہاں سے recommend کیا تھا کہ سینیٹرز اگر سابق بھی ہو جائیں تو ان کو کچھ مراعات ملنی چاہئیں۔ وہ recommendations یہاں سے گئیں اور تین چار وزارتوں سے

ہوتی ہوئیں وزیر اعظم صاحب کے پاس پہنچیں اور وزیر اعظم صاحب نے انہیں قبول فرما لیا ہے۔ ان کا اعلان ہو چکا ہے۔ ان میں ہم نے کہا تھا کہ سینیٹ اور قومی اسمبلی کی لائبریری تک اور بیرون ملک وی آئی پی لاؤنج کے استعمال کے لیے جو اعلان کیا تھا۔۔۔۔۔

Mr. Chairman: Facilities for the former Parliamentarians.

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جی ہاں وہ یہاں سے ہم نے recommend کی تھیں۔ وہ سب منظور ہو گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: سمری منظور ہو گئی؟

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: سمری منظور ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی تنخواہوں میں اضافے کا بھی نوٹیفکیشن جاری ہو گیا ہے۔ یہ میرے لیے بھی اعزاز کی بات ہے کہ آج مجھے اعلان کرنے کا موقع ملا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی گلشن سعید صاحبہ۔

(آگے 07)

T07-03FEB12 ZAFAR/Ed.Zafar UR6 1140 AM

جناب چیئرمین: شکریہ۔ گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: میرا point of order ہے۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی: یہ پہلی خوشخبری ہے جو Law Minister کے منہ سے سنی ہے ورنہ تو بیچارے سابقہ Law Minister کی وجہ سے پھنسے ہوئے ہیں۔ شکریہ۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: وزیر داخلہ صاحب تشریف لائے ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے زیادہ حلیم کھائی تھی اس لیے food poisoning ہو گئی تھی۔ ان سے کہیں کہ کم حلیم کھایا کریں۔

جناب چیئرمین: طاہر مشہدی صاحب، آپ کا point of order ہے۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. First of all I would like to congratulate the Law Minister for this wonderful news which he has given. It has an effect on all the serving legislators and legislators to come

in the future. Today my point of order is with regard to the continuous strikes by the paramedical and medical staff of PIMS and Poly Clinic Hospitals.

یہ دو ہسپتال اسلام آباد کے غریب عوام کو deal کرتے ہیں۔ دونوں ہسپتالوں میں continue strikes سے اسلام آباد کے عوام کو بے حد تکلیف ہو رہی ہے۔ ان پر بے حد ظلم ہو رہا ہے کیونکہ ان کی صحت کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔ یہ اس لیے ہو رہا ہے کیونکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ ان hospitals کو privatize کیا جا رہا ہے۔Staff اس وجہ سے and in addition to their services reasons strike کر رہا ہے۔ جو بھی وجوہات ہوں اور خاص طور پر staff پر جو privatization کا خوف ہے، اس کو دور کیا جائے۔ میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ minister concerned should look into it.وہاں جا کر کسی نہ کسی طرح سے یہ strikes ختم کروائیں تا کہ ہمارے لوگوں کو proper treatment مل سکے۔ اس کے علاوہ ان کے جو problems and apprehensions ہیں، وہ بھی دور کی جائیں اور ان کے service matters کو بھی دیکھا جائے تا کہ اسلام آباد میں جو تھوڑی بہت medical facility ہے، وہ ہمارے عوام کو مل جائے۔ Thank you.

جناب چیئرمین: الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: Thank you very much Mr. Chairman. میں نے ایک call attention notice دیا ہوا ہے جو آج نہیں آیا۔ وزیر صاحب موجود تھے، اگر وہ آجاتا تو اچھا ہوتا but anyhow میں نے زندگی میں کبھی خوشامد نہیں کی لیکن I highly appreciate the President of Pakistan, Prime Minister, Minister for Commerce and Secretary, Ministry of Commerce. اس کی وجہ یہ ہے کہ European Union نے ہمیں GPS-3 دے دیا ہے۔ اس وقت ہماری exports کم ہوئی ہیں because of load shedding of Gas and all those things. میں سمجھتا ہوں مارچ سے جون تک آنے والے تین مہینوں میں our exports will definitely cover the target of the export but یکم مارچ سے we can increase the exports, which has been targeted actually. European Union نے یہ فیصلہ کیا ہے اور جن ممالک نے ہماری opposition کی تھی، میں present elected and coalition government کو appreciate کرتا ہوں کہ ان کی وجہ سے انڈیا، برازیل، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک نے جو opposition کی تھی، انہوں نے وہ

Now it has been decided that from 1st March *insha Allah* there will واپس لے لی ہے۔ opposition

be no duty on the exports to the European Union. اس سے ہمیں یقینی خطرہ تھا کہ ہماری exports پچھلے سال سے بھی کم ہوں گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب ہماری exports انشا اللہ اپنا target پورا کر لیں گی اور میں Secretary Commerce کو appreciate کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: شکریہ جناب چیئرمین۔ سینیٹ کے الیکشن آرہے ہیں اور یہاں پر موجود تمام سیاسی جماعتوں سے میری ایک التجا ہے کہ ہمارے خیبر پختونخوا کے تین senators ایسے ہیں جو ایوان میں نہیں آتے اور دو تو بالکل نہیں آئے۔ ان کی حاضری بھی نہیں لگی تو میری اس جماعت سے درخواست ہو گی کہ صوبے کے حقوق کے لیے آپ ایسے لوگ منتخب کریں جو کم از کم یہاں آکر صوبے کے حقوق کی بات کریں۔ میری ایک appeal ہے کہ اگر کوئی نہیں آنا چاہتا تو جس جماعت کی حکومت ہو، وہ اس کو اس کے privilege کے لیے دوسرا status دے لیکن کم از کم یہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ میں نے تین سال میں ان کو اس ایوان میں نہیں دیکھا۔

جناب چیئرمین: پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میری اپنی تحریک التوا کے حوالے سے بات ہے۔ آج تیسرا دن ہے کہ وہ admit ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ تو آچکی ہے۔ بعد میں دیکھ لیں گے کیونکہ جمعہ بھی ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! urgent matter of...

Mr. Chairman: How many times you will raise it?

آپ کی درخواست سن چکے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: Adjournment Motion کی تعریف آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کے معنی یہ ہیں یعنی urgent matter of public....

جناب چیئرمین: آپ یہ بات کر چکے ہیں، اس کو ہم دیکھ رہے ہیں۔ میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔ پروفیسر صاحب، please.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: آپ جواب نہیں دیتے تو آپ rules کے خلاف اس ایوان کو چلا رہے ہیں۔ اس وقت حکومت کی جو عوام دشمن پالیسی ہے، آپ اس کو support کر رہے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے، آپ نے گزشتہ تین دن بھی ضائع کیے۔ حکومت کے پاس کوئی agenda نہیں ہے اور آپ حکومت کی عوام دشمنی کو support کر رہے ہیں۔ میں احتجاجاً اس ایوان کا boycott کر رہا ہوں۔ عوام دشمنی میں حکومت کی ----

(اس موقع پر پروفیسر محمد ابراہیم خان صاحب ایوان سے walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میرے point of order کا target تو ایک ہے لیکن اس کے دو پہلو ہیں۔ صدر باراک اوباما نے پرسوں on line interview پر گیارہ سال میں پہلی مرتبہ officially اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پاکستان کی زمین پر drone attacks کیے جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے لیون پنیٹا نے ایک بار ضرور کہا تھا ورنہ یہ hide and seek تھا کہ جس میں حملے بھی ہو رہے تھے، تین ہزار سے زائد لوگ شہید ہو چکے ہیں، ان کا جو claimed target ہے، ان کی تعداد دو، تین درجن سے زیادہ نہیں ہے، باقی سارے civilians مارے گئے ہیں لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ امریکہ کے صدر نے publicly declare کیا ہے کہ ہاں یہ ہم نے کیا ہے اور ہم کریں گے۔

جناب والا! international law میں یہ act of war ہے اور اس میں کوئی dispute نہیں ہے اس لیے کہ Amnesty International, International Court of Jurists, Human Rights Watch اور امریکہ کے international law کے کم از کم دو درجن پروفیسر یہ بات لکھ چکے ہیں کہ متعلقہ ملک کی participation کے بغیر drone attacks, act of war ہے جو UN charter کے خلاف ہے۔ اب یہ چیز declare ہوئی ہے اور اس کے بعد Foreign Office کا جو بیان آیا ہے، وہ بہت ہی تکلیف دہ ہے۔ انہوں نے یہ تو ضرور کہا ہے کہ یہ unacceptable ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ اس کا فائدہ بھی بہت ہوا ہے۔

اس سے زیادہ شرمناک بات کیا ہو سکتی ہے؟ اس لیے میں کہتا ہوں کہ Foreign Minister, Defence Minister اور خود وزیر اعظم صاحب اس معاملے کو directly لیں اور یہ بھی سامنے رکھیں کہ اس پارلیمنٹ نے اس سے پہلے اپنی دو resolutions اور پارلیمانی کمیٹی نے اپنی 63 recommendations میں واضح طور پر یہ کہا ہے کہ drone attacks, red line کے نیچے ہیں اور اگر یہ جاری رہتے ہیں تو یہ ہماری sovereignty پر حملہ ہے۔

جناب والا! دوسری بات جو اور بھی پریشان کن ہے، وہ آج کے اخبارات میں امریکی سفیر کا بیان ہے۔ جس میں اس نے کہا ہے کہ parliament جو terms of negotiations دے گی، وہ ہمارے لیے negotiable ہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس کو یہ کیسے معلوم ہوئیں کیونکہ ابھی وہ پارلیمنٹ کے سامنے نہیں آئی ہیں۔ میں بھی اس کمیٹی کا رکن ہوں، under oath ہوں۔ مجھ سے ملکی اور غیر ملکی میڈیا نے بارہا contact کیا ہے لیکن میں نے اس کے contents کبھی باہر نہیں نکالے۔امریکی سفیر یہ کیسے کہہ رہا ہے کہ وہ terms and conditions negotiable ہیں؟ یہ دونوں چیزیں بہت serious ہیں اور میں چاہوں گا کہ آپ متعلقہ وزراء سے کہیں کہ وہ اگلے اجلاس میں آکر اس بات کی وضاحت کریں کہ یہ دونوں چیزیں کیا ہیں یعنی act of war کے بارے میں ہمارا کیا serious stand ہے ۔اس لیے کہ اب بلی تھیلے سے باہر آ گئی ہے، اب کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں رہی اور دوسرا جو سفیر صاحب نے بیان دیا ہے، اس کی basis کیا ہیں؟ ان کو وہ recommendations کس نے دی ہیں؟ وہ ان تک کیسے پہنچی ہیں؟ This is very serious for me. شکریہ۔

جناب چیئرمین: کاکڑ صاحب۔ آگے۔۔۔

T08-03FEB2012---ASHFAQ/ED.MOHSIN---UR5---11.50AM

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں ایک مختصر گزارش یہ کروں گا کہ اس وقت ملک میں عملاً highways پر صوبہ بلوچستان، اندرون سندھ اور خیبر پختونخوا میں by road سفر ممکن نہیں رہا، کوئی guarantee نہیں ہے اور کسی کی ذمہ داری کا تعین بھی نہیں ہو رہا ہے۔ کوئی اس کی ذمہ داری قبول نہیں کر رہا۔ بلوچستان یا اندرون سندھ میں ٹرینوں پر بھی حملے ہو رہے ہیں، کوئی مسافر محفوظ نہیں رہا اور جو national installations یا gas pipelines hit ہو رہی ہیں، اس سے ایک طرف ملک کی economy تباہ ہو رہی ہے اور دوسری طرف اس برفباری اور سردی کے موسم میں بلوچستان کے عوام کرب سے گزر رہے ہیں۔ ہماری ارباب اقتدار سے گزارش ہو گی کہ ان lines کے متوازی lines گزاری جائیں، چاہے وہ بجلی، گیس یا دوسری installations کی ہوں۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین صاحب! غلام علی صاحب نے جو بات کی ہے، میں اس بات کو support کرتا ہوں۔ جناب! اس کے علاہ بات ہے کہ Establishment Division میں posts 77 جو grade 18 and 19 کی خالی ہیں، ان پوسٹوں کے لیے باہر سے لوگ بلائے جاتے ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ Establishment Division کے اپنے لوگ جو grade 18 and 19 میں section officers ہیں، ان کو ترقی دیں، ایک تو ان کی حق تلفی نہیں ہو گی اور دوسرا یہ ہو گا کہ آپ جب باہر سے deputation پر لوگ لائیں گے تو آپ ان کو تنخواہ زیادہ دیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ باہر سے لوگوں کو deputation پر نہ لائیں اور اپنے لوگوں کو ہی promotion دیں کیونکہ وہ کام بھی جانتے ہیں اور آگے تھوڑا کام بھی چلے گا اور ان لوگوں کی حق تلفی بھی نہیں ہو گی، یہ میری عرض ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میرا Finance Minister سوال ایک خبر کے بارے میں ہے جو آج اخباروں میں چھپی ہے کہ India نے 125 جنگی جہازوں کا بیڑا France سے خریدا ہے۔ جناب والا! یہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے کہ India ہر سال اسلحے اور ہتھیاروں پر اربوں روپے خرچ کر رہا ہے، وہ ہمیں اپنا دشمن سمجھتا ہے اور وہ اپنے آپ کو ہم پر مسلط کرنا چاہتا ہے، اس کا پاکستان کے علاوہ کوئی دشمن نہیں ہے۔ ویسے لوگ وہاں جا کر اوپر سے بڑی دوستیاں کرتے ہیں، trade وغیرہ کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ India کی intention کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ میرا Finance Minister سے یہ سوال ہے کہ ہم نے چار سال میں باہر سے پچاس کھرب روپے قرضہ لیا ہے، اس کی واپسی کیسے ہو گی اور اس سے defence کو کتنا حصہ دیا جائے گا کہ پاکستان جس طرح ہمیشہ اپنی تیاری میں رہتا ہے، ہم بھی defence کی کتنی تیاری کر رہے ہیں، یہ میرا عبدالحفیظ شیخ صاحب سے سوال ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ دوسری چیز یہ ہے کہ میں نے اخباری خبر پڑھی تھی کہ جناب عبدالحفیظ شیخ صاحب نے یہ کہا تھا کہ 700 high profile لوگ ایسے ہیں جو tax نہیں دے رہے اور انہوں نے اپنے لوگ پکڑے بھی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ ان کو ان سے tax لے کر اپنا قرضہ کم کرنا چاہئیے اور ملک کی معاشی حالت ان پر depend کرتی ہے۔ جس ملک کی معیشت ٹھیک نہیں ہے، اس کے ٹوٹنے اور برباد ہونے کے زیادہ chances ہوتے ہیں۔ میں اس House میں record کے طور پر یہ بات کرنا چاہتی

ہوں کہ ہماری economy کی حالت بہت خراب ہے۔ جناب والا! عبدالحفیظ شیخ صاحب بتائیں کہ یہ اس کے لیے کیا کر رہے ہیں جس طرح ملک پہلے safe ہوتا تھا کہ ہمارے ملک کو کوئی اتنا خطرہ نہیں تھا، اس طرح کیسے ہو گا اور India جو اتنا اسلحہ خرید رہا ہے تو کیا ہمارے defence کو پیسا مل رہا ہے کہ نہیں مل رہا۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! آپ کی مہربانی۔ جناب والا! میں ایک ایسا مسئلہ آپ کے توسط سے اور House کے سامنے لارہا ہوں، وہ یہ ہے کہ ہم مجموعی طور پر Federation ہیں، Federation میں ہمارے صوبے ہیں اور ہماری اپنی شناخت ہے، پشتون اپنے طور پر پاکستان کی ایک شناخت رکھتے ہیں، ایک صوبہ خیبر پختونخوا اور دوسرے پشتون علاقے شناخت رکھتے ہیں۔ جناب والا! میں آپ کے سامنے ایک بات رکھتا ہوں کہ سمنگلی کوئٹہ میں PAF کا ایک station ہے، ایک base ہے، انہوں نے وہاں پر services کے لیے call دی ہے کہ مختلف services میں 19 February tests کو ہوں گے۔ اس میں candidates کی شناخت کے لیے کہا گیا ہے تو الفاظ ایسے استعمال کئے ہیں کہ بلوچ قوم کی مطلوبہ قابلیت، ان candidates کے بارے میں الفاظ ایسے ہیں کہ بلوچ قوم کی مطلوبہ قابلیت اور تعلیم یہ ہے اور پھر اس میں دیا ہوا ہے کہ بلوچ قوم کی مطلوبہ قابلیت بطور سپاہی تعلیمی قابلیت، کم از کم قابلیت، قد، عمر اور ذات دی گئی ہیں۔ ذات کے لیے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، بلوچ (بلوچستان) کا domicile اور شناختی کارڈ ہونا چاہئیے یعنی ہمارے صوبے کا جو بھی ہو گا؟ جس کا وہاں کا domicile ہو گا، اس کو بلوچ کہا جائے گا۔ اب اس کے معنے ہیں کہ آہستہ آہستہ ہمارا اپنا نام، ہم جنوبی پشتونخوا کہتے ہیں، ان کے صوبہ بلوچستان میں حقوق اوران کی شناخت کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے، یہ قصداً campaign ہے یا کوئی غلطی ہے۔ اب صوبے میں اور بھی لوگ ہیں، بالخصوص پشتون اور وہ پشتون history میں سینکڑوں سال سے وہاں کا باشندہ ہے، ابھی اس طرح ہم لوگ pursue نہیں کر سکتے لیکن اس سے پشتون کی شناخت ختم ہو رہی ہے۔ جناب والا! میری آپ کے توسط سے Government, وزیر داخلہ اور بالخصوص جو کابینہ کے senior ارکان یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں سے request ہے وہ کہ اس معاملے کا notice لیں اور ایسا نہ کیا جائے، وہاں پر پشتون اور بلوچ ہیں۔ جناب والا! 18th Amendment کی گیارھویں recommendation پشتون، بلوچ صوبے کے بارے میں ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ پشتونوں اور بلوچوں کو equity کی بنیاد پر حق دیا جائے گا لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں آپ کا موقف آ گیا ہے۔Minister صاحب! آپ کلثوم صاحبہ کے بعد جواب دیجیئے گا۔ جی کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میں دو points پر بات کرنا چاہوں گی، ایک ابھی رحمت اللہ کاکڑ صاحب بلوچستان کے بارے میں بات کہہ کر گئے ہیں کیونکہ رحمٰن ملک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: میں نے اس لیے کہا کہ آپ بات کرلیں تو وہ ایک ساتھ جواب دے دیں گے۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! ملک صاحب بیٹھے ہیں، میں یہی کہنا چاہوں گی کہ اس وقت بلوچستان کی تمام شاہراہیں ایسی ہیں جن پر جانے کے لیے کوئی شخص risk نہیں لے گا۔ یہ ریاست کی ایک ذمہ داری بنتی ہے کہ لوگوں کو safe side دے۔ جناب! میری دوسری بات یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں ''خود کش'' دوا ایک کمپنی کی ملی ہے، وہ کمپنی جو بھی تھی یا جہاں سے belong کرتی تھی، اگر صرف اس کا license cancel کرنا ہے، یہ تو enough نہیں ہے۔ آپ کے 132 لوگوں کا murder ہوا ہے، قتل ہوا ہے، اس کا کون ذمہ دار ہے، کیا صرف ایک کمپنی ہے یا وہ لوگ جنہوں نے دوا لی ہے یا وہ لوگ جو quality check کرنے والے تھے؟ جناب! آپ یقین کریں کہ میں یہ بات کسی کی دشمنی یا غلط ہونے کے بارے میں نہیں کہہ رہی، میں as a Pakistani یہ بات کہہ رہی ہوں کہ ہم نے بارہا وہاں کے سیکرٹری صحت کو کمیٹی میں بلایا اور ہماری یہی demand تھی کہ اس کی کون quality check کرے گا، اس کا معیار کون دیکھے گا، طریقہ کار کیا ہوگا؟ آج پنجاب یا اچھے صوبے کا یہ حال ہے تو آپ بتائیں کہ جب میرا صوبہ یہ کرنے لگے گا تو پھر ادویات صحتیاب ہونے کے لیے نہیں ہوں گی بلکہ ادویات مرنے کے لیے ہوں گی، اس پر باقاعدہ FIR کٹے جتنے لوگ مرے ہیں، ان کو معاوضہ دیا جائے، اس کمپنی کو صرف black list نہ کیا جائے کیونکہ وہ آئندہ X, Y, Z کسی نام سے بھی دوبارہ کام شروع کرے گی۔ ایسی سزا دی جائے تاکہ آئندہ لوگ ایسی '' خود کش'' دوا نہ بنائیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی Minister صاحب۔

آ گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T09

T09-03FEB2012 FURQAN/Ed. Javaid 12 O'CLOCK ER8

سینیٹر رحمن اے۔ملک (وفاقی وزیر داخلہ): شکریہ جناب چیئرمین۔ معزز ممبر نے جو بات کی ہے، میں ان کو ذرا update کر دوں کہ FIR within 12 hours کاٹی گئی، اس میں arrest 3 manufacturers ہوئے اور جو بھی اس میں involved تھا، انہیں vet کیا۔ اس کے بعد سپریم کورٹ کے حکم پر ہم نے انہیں چھوڑا ہے اور ظاہر ہے this matter is subjudice in the court of law. I do not want to discuss more. جہاں تک quality control کا تعلق ہے تو جو ایک regulatory body ہوتی ہے اسے پنجاب نے بھی oppose کیا ہے، I hope کہ next meeting میں اسے حل کر لیا جائے گا۔ جب تک کوئی Regulatory Committee نہیں ہو گی، I don't think that we will be able to control it. I fully endorse the views of honourable member. اب بات ہے quality control کی جو available ہے، ہم یہی investigate کر رہے ہیں کہ جو manufacturers ہیں، کیا ان کے پاس کوئی ایسا بندہ تھا، کوئی ایسی authority تھی کہ جو بھی medicine بن رہی ہے اس کی quality check کی جا سکے، حالانکہ پاکستان میں law ہے کہ کوئی بھی medical store اس وقت تک medicine sale نہیں کر سکتا جب تک کوئی pharmacist نہ ہو لیکن اس پر implement نہیں ہو سکا۔ میں نے اپنی last meeting میں تمام provinces کو letter لکھے ہیں کہ آپ کے علاقے میں جتنے بھی medical stores ہیں، make sure and make it make compulsory کہ کوئی بھی medicine جو ڈاکٹر سے recommended نہیں اور pharmacist نے clear نہیں کی ہے، وہ مریضوں کو نہ دی جائے۔ This should not only be implemented in Pakistan but also it's worldwide practice.

جہاں تک ان medicines کا تعلق ہے تو سب سے پہلے میں نے پنجاب سے medicines remove کروائیں، اس کے کچھ batches کراچی میں تھے، کراچی کی medicine کو test کرنے کے لیے لاہور بھیجا، لاہور کی laboratory نے according to the report اسے ٹھیک declare کیا۔ کراچی میں جو National Health Laboratory ہے وہاں پر بھی check کروائی گئیں۔ Mean time پنجاب گورنمنٹ نے جو UK sample بھیجے، اس میں ملیریا کے percentage extra ingredients کے لحاظ سے زیادہ ڈالے گئے، that's what we checked this in the laboratory کہ انہوں نے as a binding force استعمال کیے یا غلطی سے کیے۔ انہوں نے جو 25 kg material import کیا ہے that was taken into possession last Thursday. ابھی

کسی کو معلوم بھی نہیں تھا.I had removed it ہم نے یہ بھی کیا ہے کہ اس کی publicity کروائی، ان کے pamphlets کے ساتھ اور بھی publicity کروا رہے ہیں تا کہ جس مریض کے پاس بھی اس نام سے medicine ہے، وہ aware ہو سکے کیونکہ گاؤں میں لوگ پڑھے لکھے نہیں ہوتے اور انہیں اس کا generic name معلوم نہیں ہوتا۔ اس سے ہم پبلک کو awareness دے رہے ہیں۔ I assure the House کہ جو cases registered ہیں definitely they will continue in its legal way and law will take its course and I assure that the Punjab Government and federation, both are working together. Even I spoke to the Chief Secretary yesterday اور جس قسم کی ان کو فیڈرل گورنمنٹ سے assistance چاہیے، ہم دے رہے ہیں، ان سب لوگوں کو ہم نے ECL پر ڈالا ہے۔ کراچی اور لاہور میں ٹیم بنا دی گئی ہے جو کہ daily basis پر کام کر رہے ہیں۔ کل رات ہی کو میں نے Director FIA Lahore کو کہا کہ معلوم کریں کہ یہ جو medicine Pakistani Laboratory میں گئی تھی اس کا result positive کیسے آیا۔We need to know کہ کیا ان کے پاس facility نہیں تھی یا کسی نے جان بوجھ کر کراوئی۔ میرا خیال ہے ہم اس پر پیش رفت کریں گے۔

ہمارے معزز ممبر نے جو بلوچستان کے بارے میں بات کی، I have noted it. میں سمجھتا ہوں کہ ذات کا جو انہوں نے کہا ہے، یہ کہنا ان کا بالکل right ہے اور میرے خیال میں اس پر عمل بھی ہونا چاہیے، I will take up this matter with the relevant people. جہاں تک میرے دوست عدیل صاحب نے کہا کہ میں حلیم کھا کر بیمار ہوا تھا تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے حلیم نہیں کھائی۔ میں انشاء اللہ ٹھیک ہو کر تکے کھانے ان کے پاس ضرور جاؤں گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حفیظ شیخ صاحب! گلشن سعید صاحبہ نے point of order پر جو point raise کیا، اس پر آپ کوئی جواب دینا چاہیں گے؟

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ: جناب! میرے خیال میں میڈم نے جو point raise کیا ہے اس کے بہت سے پہلو ہیں، defence کا ہے، foreign policy کا ہے، economy کا ہے اور interrelationship ہے، بجائے اس کے کہ میں اس پر کوئی سرسری بات کروں، میری یہ گزارش ہو گی کہ اسے کسی format کے تحت یا as a proper question لایا جائے یا کمیٹی کے ذریعے briefing کی جائے تو I will be available for that.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی نبی بنگش صاحب۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: جناب چیئرمین! لاہور میں جو incident ہوا ہے اس پر بات کرنا چاہتا ہوں، بدبختی سے پہلے لاہور کو dengue virus نے گھیرے رکھا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ہماری کوئی بھی laboratory even Al-Shifa and Agha Khan جن کو ہم بہت high profile سمجھتے ہیں، none is approved by WHO آپ کے پاکستان میں کوئی laboratory بھی کسی بھی international organization سے approved نہیں ہے۔ ابھی آپ نے medicines UK بھیجیں اور وہاں سے آپ کو result ملا۔ ایسے incidents آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ اسے politicize کیا جا رہا ہے، جس طریقے سے Chief Minister, Punjab نے کہا کہ یہ تو وفاق کی ذمہ داری ہے اور وفاق کہتا ہے کہ پنجاب کی ذمہ داری ہے۔ اس سے لواحقین کے زخموں پر نمک چھڑکنے والی بات ہے کہ

میں کس کے ہاتھ پے اپنا لہو تلاش کروں

ہمیں یہ چیز seriously لینی چاہیے، being a nation یہ incident ہے۔ جو لوگ فوت ہوئے ہیں وہ غریب ہیں، جو مفت کی دوائیں لیتے ہیں کہ ہمیں افاقہ ہو، وہ لقمہ اجل بن گئے ہیں۔ وفاق اور تمام صوبوں کو مل کر بیٹھنا چاہیے کہ آئندہ ایسے واقعات دوبارہ پیش نہ آئیں۔ یہاں ہمارا culture بن چکا ہے کہ کسی تھانے میں کوئی case آتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں، یہ ہمارے تھانے کا case نہیں ہے، دوسرے کا ہے۔ Chief Minister جیسا ذمہ دار آدمی، T.V پر آ کر عوام کو کیا message دینا چاہتے ہیں کہ یہ میری ذمہ داری ہی نہیں ہے۔ He is the Health Minister, he is holding 18 portfolios, تمام وزارتیں اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں۔ میں کسی پارٹی کی بات نہیں کر رہا، وفاق اور صوبوں کو مل بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کرنا چاہیے۔

جناب والا! آپ اپنے source سے confirm کریں کہ کوئی ایک laboratory بھی پاکستان میں international level کی نہیں ہے جو World Health Organization سے approved ہو۔ ہمیں ان لواحقین کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے اور دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ تعالیٰ جو آفات ہم پر ہمارے اعمال کی وجہ سے آ رہی ہیں ان سے نجات دے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ پچھلے دنوں ایک دردناک واقعہ کراچی میں ہوا، جس میں MPA سردار بختیار ڈومکی کی بیگم صاحبہ کا قتل ہوا۔ کسی مہذب معاشرے میں عورتوں کا قتل جائز نہیں ہوتا، عورت ہمیشہ امن اور harmony کا symbol ہوتی ہے۔ ہمارے بلوچ معاشرے میں اگر دو tribes میں جھگڑے ہوں تو پھر آپس میں شادیاں کروا کر وہ جھگڑے نمٹائے جاتے ہیں۔ یہ انتہائی condemnable act ہے۔ اب تو ہمارے معاشرے میں خواتین بھی محفوظ نہیں رہیں۔ میں صدر آصف علی زرداری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے انتہائی بروقت notice لیا اور Interior Minister کو حکم دیا کہ وہ اس کی fair investigation کریں اور یہ immediately ہونا چاہیے۔ منسٹر صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں، وہ جانے والے تھے، I am sorry for that کہ میں نے ان کو روک لیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ منسٹر صاحب اس معاملے کو ذرا سنجیدگی سے لیں گے اور جیسا انہیں کہا گیا ہے، ایک ہفتے میں رپورٹ آجائے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر رحمن اے۔ملک: شکریہ جناب چیئرمین۔ اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا نہیں جائے گا بلکہ سنجیدگی سے لیا جا چکا ہے۔ میں اس کی تھوڑی details عرض کروں گا کہ صدر صاحب نے مجھے چار دن پہلے فون کیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ معاملہ بہت serious ہے، اس لیے میں چاہوں گا کہ you take the control on this issue and make sure that investigation is done properly and justice is rendered. میں نے ایک ٹیم بنائی جس کا Incharge ایک Additional I.G. ہے، IB, ISI اور جو دوسرے departments ہیں ان کو ممبر بنایا گیا ہے and in addition to that جب National Assembly میں بحث ہوئی تو ہمارے فاضل ممبر نے propose کیا کہ جب آپ ایک executive authority کے ساتھ یہ کام کر رہے ہیں تو بہتر ہو گا کہ کچھ public representatives کے ساتھ بھی بات کی جائے۔ میں نے بختیار ڈومکی صاحب سے خود بات کی، ان سے افسوس بھی کیا اور ان کی رائے لی، انہوں نے کہا کہ بہتر ہو گا کہ اس کو میں head کروں اور مجھے کچھ members دے دیجئیے گا۔ میں نے انہیں کہا کیونکہ آپ ایک مدعی پارٹی ہیں اس لیے قانون اجازت نہیں دیتا۔ انہوں نے کہا کہ پھر آپ اس کے head بن جائیں اور مجھے اس میں ممبر بنا لیں۔ میں نے کہا یہ بھی مناسب نہیں ہوگا کیونکہ all the forces are working under me تو کوئی بھی رپورٹ ہو گی تو لوگ اسے

biased سمجھ سکتے ہیں۔So, therefore, let's workout something better اس کے بعد ہمارے ایک نیشنل اسمبلی کے فاضل ممبر ہیں ان سے بات کی۔ (آگے جاری T10)

T10-03FEB2012.....................FANI\ED(Altaf Sheikh)....................................12.10PM....................UR12

رحمان ملک (جاری)

اس کے بعد پھر میں نے قومی اسمبلی کے ایک فاضل ممبر سے بات کی ، پھر رات کو بھی میری ڈوبکی صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے ایک فاضل ممبر پر agree کیا کہ وہ head کرلیں اور اس میں دو ایم پی اے بلوچستان سے اور دو ایم پی اے سندھ سے یہ ایک ٹیم بن جائے گی اور اس کے علاوہ کسی expert کی ضرورت ہو تو وہ بھی اس میں ڈال دیں گے۔ But that doesn't mean کہ ہم انتظار کر رہے ہیں کہ پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی بنے گی جو اس level جو اس investigation کو oversee کرے گی کہ جو بھی day to day چیزیں ہیں ان کو دیکھے گی۔ میں نے ان کو کراچی میں National Crisis Management Cell کا office allot کیا تا کہ وہ وہاں بیٹھ کر اس سارے معاملے کو دیکھ سکیں۔ In the mean time جو جو offensive things ہیں ان کو بھی دیکھا ہے۔ واقعہ اس طرح ہوا ہے کہ ہماری وہ بہن جب گھر سے نکلی ہے اور بچی ان کے ساتھ تھی جو بھی killer تھا اس نے ان کی گاڑی کو روکا ، گاڑی نہیں رکی تو اس نے برسٹ مارا اور ڈرائیور کو پہلے ختم کیا اس کے بعد بیٹی اور ماں کو گاڑی سے نکالا ہے۔ ماں نے کہا کہ میری بیٹی کو نہ مارو اگر آپ کی کوئی ایسی بات ہے تو مجھے مار دو لیکن اس بندے نے ان دونوں کو وہیں at the spot شہید کیا According to first information جو ان کی نوکرانی تھی وہ سیٹ کے نیچے چھپ گئی اور اس نے اپنی جان بچ جانے کے بعد ، جب وہ بندہ دور گیا تو بھاگ کر گھر جا کر سب کچھ بتایا۔ ابھی تک ہمیں فیملی کی طرف سے کوئی evidences نہیں ملیں but we are heading towards different clues اور ان کے علاوہ بھی دو افسران کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے جو کراچی میں کافی مہارت رکھتے ہیں اور basically یہ جو معاملہ ہوا ہے it can't be taken lightly اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ برہمداغ بگٹی کی بڑی بہن ہیں اور ایک سیاسی رنگ بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس میں personal animosity بھی ہو سکتی ہے اس میں کوئی تیسری قوت بھی ہو سکتی ہے جو باہر سے یہ کروا کر بلوچستان کے حالات کو اور خراب کرنا چاہتی ہو۔ اس سے پہلے آپ نے دیکھا کہ حبیب جالب کی جب شہادت ہوئی تھی تو اس وقت ایجنسیوں کا نام دیا گیا، مختلف قسم کے اداریے بھی لکھے گئے ، اخباروں نے بھی اس کو مختلف طریقے سے لیا لیکن جب اس کی investigation ہوئی تو پتا چلا کہ اس کی بیوی نے اس کو مروایا

تھا۔میں نے کل قومی اسمبلی میں اور آج سینیٹ میں بھی عرض کروں گا کہ please don't jump to the conclusions ہم نے ایک highest level پر پولیس کی investigation order کی ہے جس میں ساری ایجنسیاں شامل ہیں اس کے ساتھ ہم public representatives کو سامنے لے کر آئے ہیں وہ بھی اس کو دیکھیں گے اور ان کو حق ہو گا کہ جس point پر وہ investigate کرانا چاہتے ہیں، جس point کو نکالنا یا add کرانا چاہتے ہیں وہ کراسکیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ with this effort, with the help of the people, with the help of the Police and with the help of the agencies we will be able to have some clues. میں ان کے میاں سے خود بھی daily in touch ہوں ۔ اللہ میری بہن اور بیٹی کو جنت نصیب کرے یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کو کسی صورت میں spare نہیں کیاجاسکتا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جو بھی بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ بلوچستان کی مائیں ، بہنیں سب کی مائیں بہنیں ہیں۔ہمیں ان کی بھی حفاظت کرنی ہے اور پورے پاکستان کی حفاظت کرنی ہے لیکن معاملہ یہ ہے کہ جو بھی دشمن ہے، جو بھی hostage group ہے وہ کوئی نہ کوئی ایسی چیز ضرور کرتا ہے جس میں ہم صلح کے قریب ہوتے ہیں ، جب ہم کسی مثبت چیز کی طرف بڑھ رہے ہوتے ہیں تو کوئی ایسا واقعہ کرایا جاتا ہے جس کے بعد ہماری وہ تمام کوشش اور کاوشیں suspend ہو جاتی ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو صرف ایک عام قتل نہ سمجھا جائے یہ پاکستان کے خلاف ایک سازش سمجھی جائے۔ اس لیے اسی طریقے سے ، اسی angle سے ہم investigate کر رہے ہیں اور جونہی وہ investigation report complete ہو گی تو Mr. Chairman, I promise I will bring it to the notice of the House.

جناب چیئرمین: شکریہ۔جی ڈاکٹر عاصم صاحب! آپ نے کوئی بات کرنی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین(وزیر برائے پٹرولیم): یہ جو drugs کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ایوان کے اندر بالکل صحیح بات ہوئی ہے کہ پاکستان کی جو لیبارٹریاں ہیں ان کی capability to test these drugs نہیں ہے اور جو یہاں test ہوئے اور وہ اس لیے positive آگئے اور انگلینڈ سے اس کی صحیح رپورٹ آگئی کیونکہ آپ کی لیبارٹریوں کے پاس اتنی سہولت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ۔ شیخ صاحب! سلیم سیف اللہ صاحب request کر رہے ہیں کہ ایک منٹ ان کی بات آپ سن لیں۔ مہربانی کر کے تھوڑا بیٹھ جائیں۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: دوسرا جب سے اٹھارہویں ترمیم آئی اور ہم نے Federal Drugs Regulatory Authority نہیں بنائی تو اس کا بھی اس چیز پر بڑا فرق پڑا لیکن قانونی طور پر drugs Act is still invoked اور جو وزیر داخلہ صاحب کہہ رہے تھے کہ سپریم کورٹ نے لوگوں کو چھوڑ دیا تو بات یہ ہے کہ یہ FIA کا prerogative نہیں ہے these accidents in the world happen اس کو یہ کہنا کہ یہ کسی نے terrorism کی ہے۔ یہ ایک accident تھا this has to be investigated. آپ کو پتا ہو گا کہ دس پندرہ سال پہلے امریکہ کے اندر ایک contaminant آیا تھا talanal کی گولی میں۔ where it was investigated that the talanal was taken off the shelf and the pharmaceutical company gave compensation to the affectees. تیسری چیز اس میں یہ ہے کہ ہم اس کو خوامخواہ politicize کر رہے ہیں اور اس کے actual reasons پر نہیں جا رہے کہ کیوں ہم اس کو دیں۔ جناب چیئرمین! بات دراصل یہ ہے کہ ہماری 1.2 billion dollars کی pharmaceutical export ہے اگر ایک pharmaceutical company میں یہ ہو گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اپنے آپ کو خود تباہ کر کے ہر دوائی کو برا کہہ دیں we can't generalize it. میں اس پر resolution move کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جب آپ اسے بنا لیں تو پھر یہ move ہو جائے گی، پہلے آپ بخاری صاحب سے بات کر لیں۔ جی سلیم سیف اللہ خان صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں نے سوچا شیخ صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاؤں۔ آپ کے علم میں ہے کہ مشران جرگہ کے صدر مسلم یار صاحب اور ان کا وفد یہاں آیا تھا اور ان سے تفصیلاً بات چیت ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب سے ایک تو یہ گزارش ہے کہ آپ نے افغانستان میں جو منصوبے شروع کیے تھے یہ بڑی اچھی بات ہے کیونکہ وہ بھی ہمارا برادر ملک ہے اور ان پر مشکلات ہیں۔ آپ نے جو منصوبے شروع کیے ہیں اب ان پر معمولی رقم خرچ کر کے مکمل کیے جا سکتے ہیں کیونکہ وہ اسی فیصد تک مکمل ہو چکے ہیں تو اس سے ایک اچھے اثرات کے ہم پر برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اسی فیصد عمارت تیار ہے اور بیس فیصد کے لیے فنڈ نہیں ہیں اسی طرح اسی فیصد سڑک مکمل ہو گئی ہے اور بیس فیصد کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ ان سے ایک تو یہ گزارش ہے کہ ان منصوبوں کے لیے فنڈ مختص کیا جائے تا کہ وہ منصوبے جو آپ نے پچھلے چار پانچ سال سے شروع کیے ہیں وہ مکمل ہو سکیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایران کا وفد بھی اگلے ہفتے یہاں آرہا ہے وہ بھی ایک برادر اور پڑوسی ملک ہے ان کے ہاں بھی بڑی مشکلات ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کی سر براہی میں ہم وہاں گئے بھی تھے ، ان کا ہمارے ساتھ ایک پیار و محبت کا رشتہ بھی ہے ان کی بھی یہ خواہش ہے کہ جو گیس پائپ لائن ان کی طرف سے بن گئی ہے اور ہماری طرف سے کام ذرا سست ہے ۔ اس وقت دونوں اہم وزیر تشریف فرما ہیں تو میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ دو اہم پڑوسی ممالک ہیں اور وہ اب اس نہج پر آگئے ہیں کہ آپ کاغذی کارروائی اور روایتی باتیں تو کرلیتے ہیں لیکن عملی جامع ان کو نہیں پہنایا جاتا۔مہربانی کرکے جہاں تک ایران اور افغانستان کا تعلق ہے ان کے لیے آپ priority کی بنیاد پر فنڈز جاری کریں چاہے اس کے لیے ہمیں اپنا پیٹ ہی تھوڑا کاٹنا پڑے تو کوئی حرج نہیں لیکن ان منصوبوں کو مکمل کریں۔

جناب والا، drugs پر بات ہورہی ہے اس پر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ ایک مہذب معاشرے میں جو ایک نیوکلیئر پاور ہے۔ ہمارے ہاں پیمرا ہے، نیپرا ہے، پی ٹی اے، سٹیٹ بنک ریگولیٹری باڈی ہر چیز کے لیے ہیں لیکن جو سب سے اہم چیز ہے Drug Regulatory Authority وہ ہم بھی پانچ سالہ اقتدار میں نہیں بنا سکے تھے۔ بڑی کوشش کی پتا نہیں وہ کونسی قوت ہے کہ وہ اس کو بننے نہیں دیتی۔ہم پانچ سالوں میں کامیاب نہیں ہوئے۔آپ بھی چار سال میں کامیاب نہیں ہوسکے تو خدا را! مہربانی کرکے اس اتھارٹی کو بنائیں۔ پنجاب کی ایک ہی بات جو سننے میں آئی ہے کہ آپ شیخ زید ہسپتال کو اٹھارہوں ترمیم کے بعد ان کے حوالے کیوں نہیں کررہے۔ مہربانی کرکے یہ اس کے حوالے کریں اور اس مسئلے کا حل نکالیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ سیف اللہ صاحب! آپ کا موقف آگیا ہے۔ جی قاری عبداللہ صاحب۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سلیم سیف اللہ خان نے بڑی اچھی بات کہی۔ ایران کی بات کی تو ساری رات ٹی وی پر یہ خبر چلتی رہی اور امریکہ بہادر نے اعلان کیا ہے کہ اسرائیل ایران پر حملہ کرنے والا ہے۔اسرائیل میں یہ طاقت کہاں سے آئی ۔اسرائیل کون ہے یہ تو امریکہ کا نواسہ ہے ۔ ایران پر حملہ پاکستان پر حملہ تصور کیاجائے۔ بھٹو صاحب نے سب سے پہلا کام یہ کیا تھا کہ تمام عالم اسلام کے بادشاہوں کو بلایا اور انہوں نے اسی وجہ سے شہادت نوش فرمائی ۔ لہٰذا حکومت سے یہ درخواست ہے۔ رحمٰن ملک صاحب تو چلے گئے ہیں لیکن ان کے بیانات میں ،دلائل میں کوئی وزن نہیں تھا۔ سوال اور جواب دونوں ایک جیسے ہونے چاہییں ۔امریکہ کی طرف سے کہ ایران پر اسرائیل حملہ کرے گا۔ہم مسلمانوں کی غیرت، ملت اسلامیہ کی غیرت کہاں گئی۔ جیسے خیبر پختونخوا نے ایک بہت

بڑا کارنامہ کیا ہے کہ انہوں نے اس صحافی کے حق میں قرارداد تعریف منظور کی جس نے صدر بش کو جوتا مارا تھا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ایران کی حمایت جاری رکھیں۔ شکریہ۔

آگے جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T11

T11-03Feb2012 ER5/Rafaqat Waheed/Ed: A. Rauf Khan 12:20 noon

سینیٹر قاری محمد عبداللہ: (جاری) جیسے خیبر پختونخوا نے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا کہ انہوں نے اس صحافی کے لیے تعریفی قرارداد منظور کی جس نے صدر بُش کو جوتا مارا تھا۔ ہمیں بھی ایران کی حمایت جاری رکھنی چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ طاہر مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much sir. My point of order is regarding the inhumane price hike of petroleum. I raised this matter yesterday and I was forced to walk out.

پاکستانی عوام کی خواہش کے مطابق ہمیں واک آؤٹ کرنا پڑا۔ یہ issue ختم نہیں ہوا۔ کل انہوں نے جو prices بڑھائیں، اس کا اثر آج ہوا ہے۔ آج ہر ٹرانسپورٹر نے دس دس روپے کرایہ بڑھا دیا ہے۔ آج ہمارے کھانے پینے کی چیزوں کے 30% rates بڑھ گئے ہیں۔ جب بجلی کے بل آئیں گے تو آپ ان میں بھی fuel adjustment charges کی مد میں 20% اضافہ کر دیں گے۔

I take the opportunity because the honourable Minister for Finance is here and he is a very learned person, for god's sake, you are charging Rs.48.10 out of Rs.94 as tax. Though double taxation is immoral and illegal in most countries of the world

آپ petroleum levy کی مد میں 10 روپے لے رہے ہیں، 13 روپے جی ایس ٹی لے رہے ہیں in addition to Rs.23.9 as normal taxes. آپ پاکستانی عوام کو اور کتنا fleece کریں گے؟ آپ کتنا لوٹیں گے پاکستانی عوام کو؟ آپ کتنا بھتا وصول کریں گے پاکستانی عوام سے؟ پٹرول کی قیمت آپ نے 94 روپے کر دی ہے، آپ باہر جا کر دیکھیں کہ حالت کیا ہو گئی ہے، ladies school teachers اپنے اسکولوں میں نہیں پہنچ سکتیں، ان بے چاری teachers کی ساڑھے تین چار ہزار روپے تنخواہ ہوتی ہے۔ آپ دیکھیں تو سہی کہ غریبوں کا کیا حال ہو رہا ہے۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے دونوں وزرا ہمارے سینیٹ کے رکن بھی ہیں، it is a matter of

pride for us that both the Ministers are Senators, please lock your heads together. Please, please, please پاکستانی عوام پر کوئی ترس کھاؤ، کوئی رحم کرو۔

جناب چیئرمین: شکریہ مشہدی صاحب! آپ کا موقف آگیا۔ جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میرا بھی پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے سے متعلق پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ جمعہ سنائی دی)

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ چیئرمین صاحب۔ وزیرِ خزانہ اور وزیرِ پٹرولیم بیٹھے ہیں، اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ڈیزل کی قیمت 104 روپے فی لیٹر ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، اس کے متعلق ایک adjournment motion admit ہوچکا ہے، next week جب آئے گا تو اس پر اچھی طرح بحث کیجیے گا۔

سینیٹر محمد زاہد خان: ٹھیک ہے جناب! لیکن میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیزل کی قیمت میں اضافے کے باعث ہائی لکس یا بڑی گاڑیاں سی این جی پر چلی گئیں۔ سی این جی استعمال کرنے کے باوجود گاڑیوں والے عوام سے کرایہ تو ڈیزل والا ہی لیتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ نقصان یہ ہے کہ جب accident ہوتا ہے یا کہیں بھی آگ لگتی ہے تو گاڑی میں موجود ساری سواریاں جل جاتی ہیں۔ اگر آپ ڈیزل کی قیمت کم کردیں تو کم از کم آپ کو گیس کی بچت ہوگی، عوام کو ریلیف ملے گا اور اس سے آپ انڈسٹری بھی چلا سکیں گے جس سے پھر export میں اضافہ ہوگا۔ میرے خیال میں ان چیزوں پر غور کرنا چاہیے کہ اگر ڈیزل کی قیمت کو کم کیا جائے گا تو اس سے ملک و قوم کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے میں وزیرِ خزانہ سے ایک گزارش کرنا چاہوں گا۔ کرم تنگی ڈیم کے لیے اس سال 100 ملین روپے رکھے گئے جو کہ land acquisition کے لیے بہت تھوڑے ہیں۔ اس منصوبے پر جون میں کام شروع ہو رہا ہے، میں وزیرِ محترم سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ڈیم کی land acquisition کے لیے 440 ملین روپے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے دو تین مرتبہ میٹنگ کی، وزاتِ خزانہ کے بندے آتے ہیں لیکن کوئی commitment نہیں کرتے۔ جناب! اس ڈیم کی تعمیر سے صرف قبائلی علاقے وزیرستان کی 60,000 کنال زمین سیراب ہوسکتی ہے اور 85 میگاواٹ بجلی پیدا ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے districts کی زمین

بھی اس سے سیراب ہوسکتی ہے۔ وزیرِ محترم مہربانی فرمائیں، 100 ملین روپے انہوں نے پہلے دیے، 340 ملین روپے مزید دے دیں تاکہ زمین acquire کرکے جون میں اس پر کام شروع کیا جاسکے۔

جناب چیئرمین: آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ حاجی عدیل صاحب! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر raise کرنا ہے؟

سینیٹر حاجی محمد عدیل: حضور! شکر ہے میرا نمبر آیا ہے اور آپ کی نظرِ کرم ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: چلیے آتو گیا ہے، شکایت نہ کیجیے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: کرنل مشہدی تین مرتبہ point of order پیش کرچکے ہیں۔

جناب چیئرمین: اصل میں کرنل مشہدی اور زاہد خان صاحب سب سے زیادہ points of order raise کرتے ہیں۔ چلیں بسم اللہ کیجیے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! ایک تو میں نے point of order پر بات کرنی ہے پھر میری ایک request بھی ہے۔ میرا point of order یہ ہے، کرنل صاحب نے بھی کہا لیکن اس کو serious نہیں لیا گیا، کہ اسلام آباد کے تین ہسپتالوں میں گزشتہ ایک ماہ سے ہڑتال جاری ہے۔ اوپی ڈی میں کوئی مریض جا ہی نہیں سکتا۔ صرف ایمرجنسی میں ڈاکٹرز look after کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ حل کیوں نہیں ہورہا؟ آخر کار یہ اسلام آباد ہے، ہم تو کہتے ہیں پنجاب اس راستے میں رکاوٹ ہے، فلاں صوبہ رکاوٹ ہے، پھر اسلام آباد کے ہسپتالوں کا مسئلہ وفاقی حکومت حل کیوں نہیں کرتی؟ دو ڈاکٹرز بیٹھے ہیں، ایک کے پاس سرجری کی ڈگری ہے اور دوسرے کے پاس پی ایچ ڈی کی، کون اس مسئلے کو حل کرے گا؟

دوسری بات، میں request کروں گا کہ Rule 236 کے تحت اگر آپ rules suspend کرکے مجھے Rule 120(ii) کے تحت ایک Resolution پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! کون سا resolution ہے یہ؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, this resolution is regarding the formation of a drug regulatory authority. Under Rule 120, seven days notice is required for that and for a Minister, three days are required. The honourable Member is seeking the

leave of this House and he is requesting to the Chair that rules be suspended. So this is his position.

جناب چیئرمین: پہلے تو rules کی suspension کے لیے آپ کو motion move کرنا پڑے گا۔اس کو دیکھ لیں، اگر آج اس کا نوٹس دے دیں تو Tuesday کو آجائے گا۔ اگر منسٹر صاحب نوٹس دے دیں تو Monday کو آجائے گا اور اگر Member دینا چاہے تو یہ seven days کے لیے ہوگا، پھر بھی ان کو rules suspend کروانے پڑیں گے۔

(Pause)

جناب چیئرمین: ایسا کیجیے آپ اس resolution کو اچھی طرح type کروالیں۔ Monday کو آپ move کرکے rules بھی suspend کروالیجیے گا۔ Suspension کے لیے motion move کرنا پڑے گا اور House کا sense بھی لینا پڑے گا تو میں چاہتا ہوں کہ procedurally ہوجائے، ٹائپ بھی ہوجائے، میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہاتھ سے لکھا ہوا ہے---(جاری---------T12)

T12-03Feb2012 Ashraf/Ed. Javaid Er.3 1230

جناب چیئرمین: پھر ایسے کریں کہ آپ یہ Resolution اچھی طرح type کروا لیں۔ Monday کو move کر کے rules بھی suspend کروالیجئے گا۔ پھر consensus of the House لے کر suspension کے لیے motion move کرنا پڑے گا، house کا sense بھی لینا پڑے گا تا کہ ذرا procedurally چلا جائے، ٹائپ بھی ہو جائے۔ ابھی میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہاتھ سے لکھا ہوا ہے کیونکہ آپ کو members کو بھی دکھانا پڑے گا کہ resolution کیا ہے۔

مندوخیل صاحب! میں ذرا بات ختم کر لوں پھر آپ کو وقت دوں گا۔ اس طرح آپ چلیں گے تو آپ کو Resolution move کرنے کے لیے ہاؤس کا sense بھی لینا پڑے گا۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: obviously leave لینی پڑے گی۔

جناب چیئرمین: جی leave لینی پڑے گی، جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: اس کے لیے ضروری ہے کہ ہاؤس کا sense لیا جائے، یہ بات صحیح ہے لیکن اصل میں یہ بڑا مسئلہ ہے جو resolution کی شکل میں لا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: لے آئیں، میں منع نہیں کر رہا ہوں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: اس میں ایسا تاثر دیا جا رہا ہے کہ جیسے وہ لاہور کے واقعات ہوئے ہیں، اٹھارھویں ترمیم کی وجہ سے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس لیے میں کہہ رہا ہوں پیپر کو اچھی طرح Resolution لکھ کر لے آئیے گا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: اتھارٹی بنائیں وہ تو ٹھیک ہے، اپنے موقع پر آپ بات کریں لیکن ابھی جب اتھارٹی کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہاں ہماری پارلیمنٹ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ اٹھارھویں ترمیم کا قصور ہے۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب Thank you, ٹھیک ہے جی اسے properly word کر کے لے آئیے گا۔

Now the House stands adjourned to meet again on Monday, the 6th February, 2012 at 4.00 p.m. Thank you.

[The House was then adjourned to meet again on Monday the 6th February, 2012 at 4.00 p.m.]